اگست
۲۰۲۱ء
August
2021

ماھنامہ

حشمت ضیا







مدیر
عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار
محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ
(عرب شریف)

سنیت کا کام کرینگے فتاوی رضویہ عام کرینگے

ماہنامہ
حشمت ضیا
اگست ۲۰۲۱ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

سید الشہدا جگر گوشۂ رسول اللہ **امام عالی مقام حسین** رضی المولیٰ عنہ

ثم

جملہ **شہدائے کربلا و مجاہدین کربلا** رضوان اللہ علیہم اجمعین

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت مفتی ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت **حضرت علامہ مفتی ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے توآگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاءاللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

منقبت شریف

باغِ جنّت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت

از— استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ

باغِ جنّت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلِ بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

کس زباں سے ہو بیان مدح و شانِ اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوانِ اہلِ بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زِیست کی طے کر کے آج
کھیلتے ہیں جان پر شہزادگانِ اہلِ بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لُٹ رہا ہے کاروانِ اہلِ بیت

گھر لُٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سُنا دے اے **حسنؔ**
یوں کہا کرتے ہیں سنّی داستانِ اہلِ بیت

علامات خوارج

از-امام ابو عبداللہ محمد بن ماجہ قزوینی رضی المولیٰ عنہ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے خوارج کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ (یعنی ایک بازو) چھوٹا ہوگا۔ یہاں راوی کو شک ہے کہ لفظ مخدج مودون مشدون (ان میں سے کوئی ایک لفظ استعمال ہوا ہے تاہم ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے)

پھر حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم خود پسندی کا شکار نہ ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ بات بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے والوں کے ساتھ کیا وعدہ کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے تین مرتبہ فرمایا جی ہاں! رب کعبہ کی قسم!

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کی عمریں کم ہوگی اور عقل نہیں ہوگی، وہ سب سے بہترین (یعنی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے) اقوال بیان کریں گے لیکن وہ اسلام سے یوں باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار (کے پار) ہو جاتا ہے تو جس شخص کا ان سے سامنا ہو وہ ان سے جنگ کرے۔ کیونکہ جو شخص ان کے ساتھ جنگ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے ساتھ لڑنے کا ثواب ملے گا۔

ابو سلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خارجیوں کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے ہوئے سنا؟ تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کا تذکرہ کیا تھا جو اتنے عبادت گزر ہوں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو ہیچ سمجھو گے لیکن وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے۔ آدمی اس تیر کو پکڑتا ہے اس کے پھل کو دیکھتا ہے تو اسے وہاں کچھ نظر نہیں آتا اس کے پر لپٹے ہوئے پٹھے کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ بغیر پر والے تیر کو دیکھتا ہے تو وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر وہ اس کے پروں کو دیکھتا ہے تو اسے شک گزرتا ہے کہ کیا اس نے کچھ دیکھا ہے یا نہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: میرے بعد میری امت میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) عنقریب میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے اور پھر وہ دوبارہ دین میں واپس نہیں آئیں گے وہ ساری مخلوق کے بدترین لوگ ہوں گے۔

عبداللہ بن صامت نامی راوی بیان مرتے ہیں: میں نے بعد میں اس روایت کا تذکرہ حضرت رافع بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کیا جو حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بھائی ہیں تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "میری امت کے کچھ لوگ قرآن ضرور پڑھیں گے لیکن وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعرانہ کے مقام پر موجود تھے اور آپ سونے کے ٹکڑے اور مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے جو حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جھولی میں موجود تھے ایک شخص بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عدل سے کام لیجیے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عدل سے کام نہیں لے رہے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو میں عدل سے کام نہیں لوں گا، تو میرے بعد کون عدل سے کام لے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے کچھ ایسے ساتھی بھی ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: خوارج جہنم کے کتّے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا جب بھی ان کا کوئی ایک گروہ ظاہر ہو گا اسے ختم کر دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب بھی ان کا گروہ ظاہر ہو گا اسے ختم کر دیا جائے گا۔ میں نے بیس مرتبہ سے زیادہ یہ بات آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنی یہاں تک کہ انہی کے آخری حصے میں دجال ظاہر ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشد فرمایا ہے: "آخری زمانے میں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس امت میں ایک قوم آئے گی جو قرآن پڑھیں گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) ان کا مخصوص علامتی نشان سر منڈانا ہو گا" جب تم انہیں دیکھو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو تم انہیں قتل کر دو"۔

(سنن ابن ماجہ شریف، کتاب السنہ، باب فی ذکر الخوارج)

☆☆☆☆☆☆

حضرت امیر المومنین امام عالی مقام رضی المولیٰ عنہ

از: علامہ نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ العزیز

آپ امام سوّم ہیں اور ابوالائمہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہیں اور لقب شہید و سید تھا۔ آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ چار شعبان المبارک ۴ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی مدت حمل چھ مہینے تھی۔ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی بچہ زندہ نہ رہا جس کی مدت حمل چھ ماہ ہوئی ہو۔ آپ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے الوق فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک صرف پچاس دن کے تھے۔ حضور علیہ السلام نے آپ کا نام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رکھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسن و جمال کچھ اس طرح کا تھا کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی اور رخساروں سے روشنی نکل کر قرب وجوار کو منور کر دیتی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام سے سینے سے پاؤں تک اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینے سے سر تک مشابہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔ جو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے تو بھی اسے دوست رکھ کیونکہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہیں۔

حسنین کشتی کرتے ہیں:-

ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشتی لڑنے لگے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بڑے کو کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، جبرائیل علیہ السلام بھی تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ رہے ہیں کہ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لو۔

ام الحارث کا خواب:-

حضرت ام الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا دیکھا ہے تونے؟

میں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ابھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بچہ لائیں گی جو تمہاری گود میں ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگاہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم میں:-

ایک دن حضور علیہ السلام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا: خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجانہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلالے گا۔ اب ان دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند کر

لیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور میری جان سوزی ہو گی اور اگر ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا جائیں زیادہ الم میری جان پر ہی ٹوٹے گا۔ اس لیے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔

جب بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آتے تو حضور علیہ السلام ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربان کر دیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور خاک کربلا:-

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہے ایک رات حضور علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس گھر آئے۔ میں نے آپ کے بال پریشان وغبار آلود دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مجھے آج (کارکنان قدرت) ایک ایسے مقام پر لے گئے جو عراق میں ہے اور جسے کربلا کہتے ہیں یہی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ ہے۔ وہاں میں نے اپنی اولاد کا مشاہدہ کیا اور ان کے خون کو زمین سے اٹھا لیا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے مٹھی کھولی اور فرمایا: اسے پکڑ لو اور حفاظت سے رکھو۔ میں نے اسے لے کر دیکھا تو یہ سرخ مٹی تھی پھر میں نے اسے بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا سرا اچھی طرح سے باندھ دیا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کا سفر اختیار کیا تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لا کر دیکھتی رہی۔ اس میں مٹی میں اسی طرح تھی۔ جب میں نے اسے عاشورے کے روز دیکھا تو اس میں خون تازہ ہو چکا تھا۔ میں سمجھ گئی کہ لوگوں نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ میں بہت روئی لیکن دشمن کی فوری شماتت سے میں گریہ وزاری سے رک گئی۔ جب آپ رضی للہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو وہی دن تھا۔ آپ رضی للہ عنہ کی شہادت عاشورہ کے روز 41ھ میں ہوئی۔ اس وقت رضی للہ عنہ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر:-

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس تھے۔ اچانک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آ گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا: یہ کون ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ انہیں بہت جلد شہید کر دیا جائے گا؛

حضور علیہ السلام نے پوچھا انہیں کون شہید کرے گا؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت۔ اگر آپ فرمادیں تو آپ کو وہ مقام بھی بتادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا۔

بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام نے کربلا کی طرف اشارہ کیا اور کچھ سرخ مٹی پکڑ کر حضور علیہ السلام کو دکھائی۔ اور کہا یہ مٹی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی ہے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی للہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارے کوچ اور قیام کی کوئی ہی

جگہ ہو گی جہاں جناب حسین علیہ السلام نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایک روز فرمایا کہ دنیا کی ذلت و پستی کی یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک کو ایک عورت کی وساطت سے بنی اسرائیل کے نابکاروں کو ہدیتہ پیش کیا گیا۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو وحی آئی کہ ہم نے حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل کے بدلہ میں 70 ہزار افراد کو ہلاک کیا اور آپ کے فرزند کے بدلے دوگنا افراد کو ہلاک کریں گے۔ یہ بات بصحت ثابت ہو چکی ہے کہ قاتلان حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو۔ وہ سب کے سب قتل ہوئے یا اکثر مصائب میں گرفتار ہوئے۔

قاتلان حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا حشر:-

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر کوفہ کی مسجد میں لائے گئے تو انہیں رحبہ میں رکھا گیا۔ میں بھی وہاں گیا۔ میں نے لوگوں کی زبان سے آ گیا آ گیا کے الفاظ سنے۔ آخر ایک سانپ آیا اور ان کے سروں کے درمیان بیٹھ گیا۔ پھر عبیداللہ بن زیاد کی ناک میں گھس گیا اور کچھ دیر کے بعد باہر نکل کر چلا گیا یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر لوگوں نے آ گیا آ گیا کہنا شروع کر دیا۔ دوسری دفعہ وہی سانپ پھر آ گیا اور جس طرح پہلے کیا تھا اسی طرح اب بھی کیا۔

شمر بن ذی الجوش کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے سامان سے کچھ سونا مل گیا جس میں سے کچھ اس نے اپنی لڑکی کو دے دیا تھا۔اس کی لڑکی نے وہ سونا ایک زرگر کو دے دیا تاکہ وہ اس کے لئے کوئی زیور بنادے۔ جب زرگر نے سونے کو آگ میں ڈالا تو وہ اس میں بھسم ہو کر رہ گیا۔ شمر نے سنا تو زرگر کو بلا کر باقی سونا بھی اسے دے دیا اور کہا کہ میرے سامنے اس آگ میں ڈالو۔ جب زرگر نے اسے آگ میں ڈالا تو وہ بھسم ہو گیا۔ اسی طرح روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے چند اونٹ جو بچ گئے تھے انہیں ظالموں نے ذبح کر دیا اور کباب بنائے۔ ان کا ذائقہ اس قدر تلخ تھا کہ ان کے گوشت میں سے کسی کو کھانے کی ہمت نہ ہوئی۔

شہادت حسین رضی اللہ تعالی عنہ پر اظہار غم:-

ایک ثقہ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص سے جو قبیلہ طے سے ہمارے پاس آیا تھا پوچھا کیا تم نے جناب حسین علیہ السلام پر جنوں کو نوحہ کرتے سنا ہے؟

اس نے کہا: ہاں لیکن اس قبیلہ کے ہر آدمی سے نہ پوچھتے رہنا ورنہ ہر آدمی تمہیں اس بارے میں کچھ بتانے لگے گا۔

میں نے کہا میں تو صرف تم سے پوچھنا بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ تو نے بھی تو انہی سے سنا ہے اس نے کہا: میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا جس کے رخسار تاباں درخشاں ہیں ___ اس کے آباواجداد اعلی واخیر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

شہادت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا مدینہ میں ردعمل:-

جب مدینہ منورہ میں بعض بد بختوں نے خطبہ دیتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا تو اس شب مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل اشعار سنائی دینے لگے۔ لیکن ان کا پڑھنے والا نظر نہیں آتا تھا۔

اے حسین علیہ السلام کو جہالت سے قتل کرنے والوں تمہیں سخت رسوا کن عذاب کی خوشخبری ہو۔ آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا ملائکہ وہ سب تم پر بد دعا کرتے ہیں۔ تم پر لعنت ہو بزبان سلیمان بن داود علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام جو صاحب انجیل ہیں۔

سرزمین روم کے غازیوں میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک کنیسہ میں مندرجہ ذیل شعر لکھا ہوا دیکھا

کیا وہ قوم جس نے حسین علیہ السلام کو شہید کیا ہے اس کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم سے بروز حشر شفاعت کی امید رکھتی ہے؟

میں نے پوچھا: یہ شعر کس نے لکھا ہے تو کنیسہ والوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

سر حسین رضی اللہ تعالی عنہ نوک سناں پر:-

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے جب ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت حسین علیہ السلام کے سر انور کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں میں پھریں تو اس وقت میں اپنے مکان کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔ جب آپ کا سر انور میرے پاس سے گزرا تو میں نے اس میں یہ آواز سنی:

اس آواز کی ہیبت سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور پکار اٹھا خدا کی قسم یہ سر تو ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اس میں سے ایسی آواز کا صادر ہونا عجیب بات ہے۔

آسماں راحق بود گر خوں ببارد برزمیں:-

معمر و زہری رحمہ اللہ ایک دن عبد الملک بن مروان کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ولید پوچھنے لگا:

تم میں سے کون بتا سکتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے دن بیت المقدس کے پتھر کس حال میں تھے؟

امام زہری نے کہا: مجھے یوں اطلاع ملی ہے کہ اس دن جس پتھر کو بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے تازہ خون پاتے تھے۔

ایک اور صاحب سے روایت ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسنے لگا اور ہماری ہر چیز خون آلود ہو گئی نیز آسمان کئی روز تک خون آلود نظر آتا تھا۔

(شواہد النبوۃ، صفحہ ۳۰۳)



فضائل اویس قرنی

از- امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

{۱} بسند متواترہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک ایک آدمی خیر التابعین ہے اس کا نام اویس ہے"

{رواہ حاکم عن علی واحمد وابن سعد عن عبد الرحمٰن اور ابو یعلی نے کہا یہ میں نے ایک صحابی سے روایت کی}۔

{۲} مسلم نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ الفاظ مذکورہ حدیث میں زیادہ کہے ہیں:

"اس کی والدہ ہے وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھالے تو یقیناً اللہ اس کو پورا فرماتا ہے۔ اور اس کو سفیدی (برص) کا داغ ہے پس اسے کہنا کہ تمہارے لیے بخشش کی دعا کرے"۔

{۳} اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"بے شک ایک شخص تمہارے پاس یمن سے آئے گا اس کو "اویس" کہا جاتا ہے وہ یمن کو صرف اس لیے نہیں چھوڑتا کہ اس کی ایک والدہ ہے۔ پس اس کو برص تھی جب اس نے دعا کی اللہ تعالیٰ اس کو لے گیا مگر درہم کی مقدار میں داغ رہ گیا۔ پس تم میں سے جو کوئی اس سے ملے تو اس سے اپنی بخشش کی دعا کروائے۔"

{۴} ابن سعد نے ایک شخص سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

"اس امت میں میرا خلیل اویس قرنی ہے"۔

{۵} ابن عدی نے حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت میں ایک شخص آئے گا کہ جس کا نام اویس بن عبد اللہ القرنی ہوگا اور میری امت میں اس کی شفاعت مثل ربیعہ و مضر کے قبیلوں کے برابر ہوگی"۔

{٦} امام احمد نے کتاب الزھد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں محارب بن دثار اور سالم بن ابی الجعد سے روایت کی:

"میری امت میں سے وہ شخص ہے جو میری مسجد اور مصلے تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا۔"

(ان میں حضرت اویس قرنی اور فرات بن حیان ہیں)

{۷} ابو یعلی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ:

"تابعین میں عنقریب ایک شخص قرن کا ہوگا اس کا نام "اویس بن عامر" ہوگا۔ اس کو ایک بیماری ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریگا کہ اللہ اس سے وہ بیماری لے جائے پس وہ کہے گا اے اللہ اس کو میرے جسم سے دور کر دے اس نعمت کے صدقے جو تو نے مجھ پر کی ہے۔

پس تم میں سے جو کوئی اسے پائے اور اس سے بخشش کی دعا کروانے کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ اس سے دعا کروالے۔"

{۸} ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

"تم پر ایک شخص آئے گا اس کو اویس کہا جائے گا اس کو برص ہو گی پس انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اس برص کو اس سے لے گیا پس تم میں سے جو اس کو ملے اس کو اپنے بارے میں استغفار کے لیے کہے"۔

{۹} خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمر میری امت میں ان لوگوں کے بعد ایک شخص ہو گا جس کو اویس قرنی کہا جائے گا اس کے جسم میں بیماری (برص) ہو گی پس وہ اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بیماری کو لے جائے گا مگر اس کے ایک پہلو پر صرف توڑا سا داغ رہ جائے گا جب اس کو دیکھا جائے گا تو اللہ یاد آئے گا جب تم اس کو ملو تو میرا سلام اس کو پہنچانا اور اس کو کہنا کہ وہ میرے لیے دعا کرے اس کے رب کا اس پر بڑا کرم ہے اپنی والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہے۔ وہ میری امت کی قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے مطابق شفاعت کرے گا"۔

{۱۰} ابن سعد احمد مسلم عقیلی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: ان الفاظ سے

"تمہارے پاس اویس بن عامر اہل یمن کی امداد کے ساتھ مراد قرن سے آئے گا اس کو برص ہو گی پس اس کو اس سے نجات مل جائے گی۔ مگر درہم کے برابر نشان رہ جائے گا۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کرے گا۔ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھائے گا۔ تو اللہ اس کو پورا کر دے گا پس اگر تم میں سے کوئی اس کو مل کر دعا کروا سکے تو ضرور ایسا کرے۔"

{۱۱} ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور حاکم نے مستدرک اور بیہقی اور ابن عساکر نے امام حسن سے مرسلاً روایت کی:

"ایک شخص کی شفاعت سے میری امت میں سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے برابر جنت میں داخل ہو گی"۔

امام حسن نے فرمایا وہ شخص "اویس قرنی" ہیں۔

{۱۲} طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی:

میری امت میں سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی گنتی کے مطابق لوگ ایک شخص کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے اور ہر شخص اپنے اہل بیت سے اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا"۔

{۱۳} ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ان الفاظ کے ساتھ روایت کی:

"اس میں امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی تعداد کے مطابق میری امت کے جہنمی جہنم سے نجات پائیں گے۔"

یہ احادیث اس بات میں صریح ہیں کہ اویس قرنی تابعین کے افضل ترین تابعی ہیں ان احادیث میں صراحت ہے کہ کثرت ثواب کے لحاظ سے حضرت اویس قرنی تابعین سے افضل ہیں۔ جیسا کہ ان احادیث میں خیر التابعین کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

اور یہ بات بعض ان حضرات کے اس قول کے خلاف ہے کہ اہل مدینہ کے تابعین میں سے افضل حضرت سعید بن المسیب ہیں اور اہل بصرہ میں سے حضرت حسن بصری۔ امام مکحول اہل شام اور اہل کوفہ میں حضرت علقمہ افضل ہیں۔ تو یہ قول اس پر محصول ہے کہ وہ از روئے علم اپنے شہروں میں افضل ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

{١٤} ابن سعد، مسلم، ابو عوانہ، رویانی، ابو یعلی، ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت اسیر بن جابر سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ:

جب ان کے پاس اہل یمن کی طرف سے امداد آئی تو آپ نے ان سے پوچھا: کیا تم میں "اویس بن عامر" ہے؟ یہاں تک کہ حضرت اویس بن عامر آئے۔

آپ نے فرمایا: تو اویس بن عامر ہے؟۔

تو فرمایا: ہاں۔

فرمایا: مراد سے پھر قرن سے؟

عرض کی: ہاں۔

فرمایا: تجھے برص تھی وہ چلی گئی سوائے درہم کی جگہ کے برابر؟۔

عرض کی: ہاں۔

فرمایا: تیری والدہ ہے؟۔

عرض کی: ہاں۔

تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے:

"تمہارے پاس اویس بن عامر اہل یمن سے امداد کے ساتھ مراد سے پھر قرن سے آئے گا۔ اس کو برص ہو گی وہ اس سے چلی جائے گی سوائے درہم کی مقدار کی جگہ کے اس کی والدہ ہو گی جس کے ساتھ وہ حسن سلوک کرے گا۔ اگر وہ قسم اٹھالے تو اللہ ضرور اس کو پورا فرمائے گا۔ اے عمر اگر ہو سکے تو اپنے بارے میں اس سے استغفار کروانا"۔

اے اویس میرے لیے استغفار کرو پس آپ نے استغفار کیا۔

تو آپ نے فرمایا: اب تو کہاں جانا چاہتا ہے؟۔

عرض کی: کوفہ۔

فرمایا: کیا وہاں کے گورنر کے نام تیرے لیے رقعہ لکھ دوں؟۔

عرض کی: میں لوگوں میں گمنام رہنا چاہتا ہوں۔

جب آئندہ سال حج کا وقت آیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہاں کے اشراف میں سے ایک شخص نے ملاقات کی۔ تو حضرت عمر نے اس سے حضرت اویس قرنی کے بارے میں پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اسے غربت کی حالات میں چھوڑا۔ حضرت عمر نے فرمایا: کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمہارے پاس "اویس بن عامر" اہل یمن کی امداد کے ساتھ مراد سے پھر قرن سے آئے گا۔ اس کو برص کا نشان ہو گا۔ اس کی والدہ ہو گی جس کے ساتھ وہ حسن سلوک کرے گا۔ اگر وہ قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرمائے گا۔ پس اگر تو اس سے ملے۔ تو اس سے دعا کروالینا۔ پس اویس آیا۔ تو آپ نے فرمایا: میرے لیے بخشش کی دعا کر۔ اویس نے کہا: آپ مجھ سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہیں۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ عرض کی: کیا آپ سے میرے چچا ملے فرمایا: ہاں۔ عرض کی: اس کے لیے استغفار کیجیے لوگ آپ کو پہچان گئے تو آپ خوش ہو گئے"۔

{١٥} ابن سعد، ابو نعیم اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ" اور ابن عساکر نے حضرت اسیر بن جابر سے روایت کی جو کہ کوفہ کے محدث تھے آپ نے حدیث بیان کی جب حدیث سے فارغ ہوئے تو لوگ متفرق ہو گئے ایک گروہ تھا کہ اس میں ایک آدمی کلام کر رہا تھا۔ میں

نے اس طرح کلام کرتے کسی کو نہیں سنا۔ میں اس طرف گیا۔ لیکن اس کو مفقود پایا۔

تو میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو ہمارے پاس بیٹھا تھا؟

تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: میں اسے جانتا ہوں۔ وہ اویس قرنی تھے۔

میں نے کہا: کہ تو ان کی قدر و منزلت جانتا ہے؟۔

اس نے کہا: ہاں۔

میں اس کے ساتھ چلا حتیٰ کہ ہم ان کے حجرہ پر پہنچے پس وہ باہر نکلے۔

میں نے کہا: اے ۔میرے بھائی آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے ؟۔

کہا: ۔میرے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ میرے دوست میرا مذاق اڑاتے ہیں اور تکلیف دیتے ہیں۔

میں نے کہا: یہ چادر لیں اور اس کو اوڑھ لیں۔

اویس قرنی نے فرمایا: ایسہ نہ کر کیونکہ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو تکلیف دیں گے۔

میرے اصرار پر انہوں نے چادر پہن لی اور ان پر ان کی طرف نکلے اور کہا: تم اس آدمی سے کیا چاہتے ہو کہ تم اسے تکلیف دیتے ہو کہ جو شخص کبھی ننگا اور کبھی ملبوس ہوتا ہے۔ پس انہوں نے میری زبان سختی سے پکڑی۔ اہل کوفہ نے ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا۔ اس وفد میں وہ شخص بھی تھا جو حضرت اویس قرنی کو مذاق کیا کرتا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ تم میں کوئی شخص قرن کا رہنے والا ہے وہی شخص آگے بڑھا۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے پاس ایک شخص یمن سے آئے گا۔ جس کو اویس قرنی کہا جائے گا۔ وہ یمن کو صرف اپنی والدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑتا۔ اس کو برص ہے۔ تو اس نے اللہ سے دعا کی تو برص چلی گئی مگر درہم کی مقدار کے برابر نشان اس میں ہے۔ پس تم میں سے جو کوئی اس کو ملے تو اس سے اپنے بارے میں استغفار کی درخواست کرے۔

پس وہ ہمارے پاس آیا۔

میں نے کہا: تو کہاں سے آیا ہے؟

اس نے کہا: یمن سے۔

تمہارا نام کیا ہے؟

اس نے کہا: اویس۔

میں نے کہا: تو یمن میں کس کو چھوڑ کر آیا ہے؟۔

اس نے کہا: اپنی ماں کو۔

میں نے کہا: کیا تجھے برص تھی۔ تو نے دعا کی تو اللہ اسے لے گیا؟۔

اس نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا میرے لیے بخشش کی دعا مانگو۔

اس نے کہا: اے امیر المومنین کیا میرے جیسا آپ جیسے کے لیے دعا مانگے۔

میں نے کہا: اے میرے بھائی مجھ سے جدا نہ ہونا۔ میرے ساتھ ٹھہرنا۔ کیونکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ تمہارے پاس کوفہ سے آئے گا۔

تو وہ شخص جو کوفہ سے آیا تھا اور حضرت اویس قرنی کو مذاق کیا کرتا تھا اور ان کی تحقیر کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا: ایسا شخص ہم میں نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کو پہچان تے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ ایسا ایسا شخص ہے۔

اس نے کہا: اے امیر المومنین ہم میں ایک شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں۔ ہم اس کو مذاق کرتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے دیکھا اور پہچانا نہیں اور ہم نے دیکھا نہیں لیکن ہم نے پالیا۔

پس وہ شخص واپس آیا اور اپنے گھر آنے سے پہلے حضرت اویس کے پاس گیا۔

تو حضرت اویس نے فرمایا: یہ تیری عادت کیسی ہے تو نے ایسا کیوں کیا؟

تو اس نے کہا: میں نے حضرت عمر سے تمہارے بارے میں ایسا ایسا سنا ہے۔ پس اے اویس تو میرے لیے استغفار کر۔

حضرت اویس نے فرمایا: میں تیرے لیے دعا نہیں کرونگا۔ یہاں تک کہ یہ وعدہ نہ کرے کہ آئندہ سے تو مجھے مذاق نہیں کرے گا اور نہ ہی تو وہ بات لوگوں سے کرے گا جو کچھ تو نے حضرت عمر سے سنا ہے۔

پس آپ نے اس کیلئے دعاِ مغفرت فرمائی۔

حضرت اسیر نے فرمایا: اس حالت میں حضرت اویس کوفہ میں مشہور ہو گئے۔

میں نے کہا: اے میرے بھائی کیا یہ عجیب بات آپ نے نہیں دیکھی جبکہ ہمیں شعور نہیں۔؟

فرمایا: میں یہ نہیں چاہتا جو لوگ چاہتے ہیں اور کوئی بندہ بھی نہیں چلتا مگر اس کے علم میں ہے، پھر جلدی جلدی وہاں سے چلے گئے"۔

{١٦} ابو نعیم نے "معرفتہ" اور بیہقی نے "دلائل النبوۃ" اور ابن عساکر نے "تاریخ" میں حضرت صعصعہ بن معاویہ سے روایت کی:

"اویس بن عامر تابعین میں سے ایک شخص قرن کا ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ:

عنقریب تابعین میں سے ایک شخص قرن سے آئے گا اس کو اویس کہا جائے گا۔ اس کو برص ہو گی۔ جو اس کی دعا کی وجہ سے جاتی رہے گی۔ وہ یوں عرض کرے گا۔ "اے اللہ میرے جسم میں اتنا نشان رہ جائے کہ جس کو دیکھ کر تیری نعمت کا ذکر کرتا رہوں پس تم میں سے جو کوئی اس سے مل سکے تو اس سے اپنے لیے بخشش کی دعا کروائے"۔

{١٧} خطیب اور ابن عساکر نے ایک بہت ضعیف روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر!

میں نے عرض کی۔ لبیک و سعدیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور مجھے خیال تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے کسی اپنے کام کیلئے بھیجیں گے۔

فرمایا: اے عمر! ان لوگوں کے بعد میری امت میں ایک شخص ہو گا۔ جس کو اویس قرنی کہا جائے گا۔ اس کے جسم میں بیماری ہو گی اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ ان کی بیماری لے گیا۔ سوائے اس ایک پہلو میں تھوڑے سے نشان کے۔ جب اسے دیکھا جائے تو اللہ یاد آتا ہے۔ اگر وہ اللہ کی قسم

اٹھالے تو رب تعالیٰ اس کو اسی وقت پورا فرماتا ہے۔ وہ قبیلہ "ربیعہ و مضر" کی تعداد کے مطابق شفاعت کرے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں ڈھونڈتا رہا لیکن نہ ڈھونڈ سکا پھر۔ میں اس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں تلاش کرتا رہا لیکن نہ پا سکا۔ پھر اپنی خلافت کی ابتداء میں اس کو ڈھونڈتا رہا۔ اسی حالت میں امداد آئی تو میں نے کہا کیا تم میں کوئی مراد اور قرن سے ہے۔ تم میں اویس قرنی ہے۔؟ ان لوگوں میں ایک شخص بولا: وہ میرا بھتیجا ہے۔ لیکن جس شخص کے بارے میں آپ پوچھ رہے ہیں وہ کوئی شان و شوکت والا ہوگا اور یہ شخص وہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اس کے بارے میں پوچھیں میں نے کہا: کیا تو اس کو ھالکین میں سے دیکھتا ہے۔ اس نے پھر وہی کلام دھرایا۔

بوسیدہ کپڑوں والا شخص ہے مجھے خیال گزرا کہ یہی اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

میں نے کہا: اے اللہ کے بندے تو اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے؟

اس نے کہا: کہ ہاں۔

میں نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے۔

اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام اور اے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر بھی سلام۔

میں نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ تو میرے لیے دعا کر۔

میں نے اس کے ساتھ جس سال ملاقات کی اس کو اپنا تعارف کروایا اور اس نے اپنا تعارف مجھے کرایا۔

{۱۸} ابن عساکر نے امام حسن سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میری امت سے ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ قبیلہ "ربیعہ و مفر" کی گنتی سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ اس شخص کا نام کیا ہے؟ کہا کیوں نہیں وہ "اویس قرنی" ہے۔ پھر کہا: اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تو اس کو پائے تو میرا سلام اس کو پہنچا دینا اور اس سے کہنا کہ وہ تیرے لیے دعا کرے۔ خیال رہے کہ اس کو بیماری ہے تو اس نے دعا کی پس وہ اس سے اٹھالی گئی پھر دعا کی تھوڑی سی بطور نشان۔ پھر وہ برص ہو گئی۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور۔ آیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اور جو حج کا موسم تھا ہر شخص بیٹھ جائے سوائے اہل قرن کے۔ سب بیٹھ گئے سوائے ایک شخص کے پس اس کو بلایا اور کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تم میں ایک شخص ہے جس کا نام اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے؟

اس نے کہا: آپ اس سے کیا چاہتے ہیں۔ وہ شخص تو جنگلوں میں رہتا ہے۔ لوگوں سے نہیں ملتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس کو میرا سلام دینا اور اس سے کہنا کہ وہ مجھے ملے۔

پس اس شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام حضرت اویس تک پہنچایا پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا تو اویس ہے؟۔

اس نے کہا: ہاں! اے امیر المومنین۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا۔

کیا تجھے برص تھی تو تو منے اللہ سے دعا کی تو وہ چلی گئی۔ پھر تو نے دعا کی تو اس سے نشانی کے طور پر واپس آئی۔؟

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں۔ آپ کو کس نے خبر دی؟ اللہ کی قسم! اس کی اطلاع سوائے اللہ کے کسی کو بھی نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ اس سے اپنے بارے میں دعا کروانا۔ اور فرمایا: میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ قبیلہ "ربیعہ و مفر" کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں جائے گے۔ پھر تمہارا نام لیا۔ پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر کے بارے میں دعا کی۔ اور پھر عرض کی۔ اے امیر المومنین! مجھے آپ سے ایک کام ہے وہ یہ کہ اس بات کو چھپائے رکھنا اور مجھے واپسی کی اجازت دے دیں۔ پس آپ نے ایسا ہی کیا۔

پس حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ہی مخفی رہے۔ یہاں تک کہ "نہاوند" میں ایک جنگ میں شہید ہو گائے"۔

(المعدن العدنی فی فضائل اویس قرنی)

☆☆☆☆☆☆

امام عالی مقام شہید ہوتے ہیں

از: برادر اعلی حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ

حسن و عشق کے باہمی تعلقات سے جو آگاہ ہیں، جانتے ہیں کہ وصل دوست جسے چاہنے والے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، بغیر مصیبتیں اٹھائے اور بلائیں جھیلے حاصل نہیں ہوتا۔

اے دل! تو اس محبوب کی بارگاہ میں اس وقت تک نہیں پہنچ پائے گا، جب تک تو تکلیف نہ اٹھائے، غمخوار تیرے پاس نہیں پہنچے گا۔ جب تک تو حناء کو پتھر سے رگڑے گا نہیں، وہ محبوب کے ہاتھوں کو رنگین نہ کر پائے گی۔

دل میں نشتر چبھو کر توڑ دیتے ہیں اور کلیجے میں چھریاں مار کر چھوڑ دیتے اور پھر تاکید ہوتی ہے کہ اف کی تو عاشقوں کے دفتر سے نام کاٹ دیا جائے گا، غرض پہلے ہر طرح اطمینان کر لیتے اور امتحان فرما لیتے ہیں، جب کہیں چلمن سے ایک جھلک دکھانے کی نوبت آتی ہے۔

معشوق تو عاشق غریب کی جان کے طلب ہوتے ہیں، زخم لگاتے ہیں اور پھر خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں۔ اس قوم، اس قوم، اس قوم سے اللہ کی پناہ، یہ خون بہاتی ہے اور پھر قصاص بھی طلب کرتی ہے۔

اور یہ امتحان کچھ حسینان زمانہ ہی کا دستور نہیں، حسن ازل کی دلکش تجلیوں اور دلچسپ جلوؤں کا بھی معمول ہے کہ فرمایا جاتا ہے۔ اور ضرور ہم تمہارا امتحان کریں گے، کچھ خوف، کچھ بھوک سے، اور مال گھٹا کر اور جانوں اور پھلوں سے۔

(سورہ بقرہ)

جب ان کڑیوں کو جھیل لیا جاتا اور ان تکلیفوں کو برداشت کر لیا جاتا ہے تو پھر کیا پوچھنا؟ سراپردۂ جمال ترسی ہوئی آنکھوں کے سامنے سے اٹھا دیا جاتا اور مدت کے بے قرار دل کو راحت و آرام کا پتلا بنایا جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر تو میدان کربلا میں امام مظلوم کو وطن سے چھڑا کر پردیسی بنا کر لائے ہیں اور آج صبح سے ہمراہیوں اور رفیقوں بلکہ گود کے پالوں کو ایک ایک کر کے جدا کر لیا گیا ہے۔ کلیجے کے ٹکڑے خون میں نہائے، آنکھوں کے سامنے پڑے ہیں، ہری بھری پھلواڑی کے سہانے اور نازک پھول پتی پتی ہو کر خاک میں ملے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں، پرواہ ہوتی تو تو کیوں ہوتی؟ کہ ایک راہ دوست میں گھر لٹانے والے اسی دن مدینہ سے چلے تھے، جب تو ایک ایک کو بھیج کر قربان کرایا اور جو اپنے پاؤں نہ جا سکتے تھے، ان کو ہاتھوں پر لے کر نذر کر آئے۔ کہاں ہیں وہ ملائکہ جو حضرت انسان کی پیدائش پر چون وچرا کرتے تھے، اپنی جانمازوں اور تسبیح و تقدیس کے مصلوں سے اٹھ کر آج کربلا کے میدان کی سیر کریں اور انی اعلم مالا تعلمون کی شاندار تفصیل حیرت کی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں، اس دل دکھانے والے معرکے میں امتحان سبھی کا مقصود تھا، مگر حسین مظلوم کا اصلی اوروں کا طفیلی، اگر ایسا نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ دشمنوں کے ہاتھوں سے جو صرف امام ہی کے خون کے پیاسے تھے، پہلے امام کو شہید کرا دیا جاتا۔ اللہ اکبر! اس وقت کس قیامت کا دردناک منظر آنکھوں کے سامنے ہے۔ امام مظلوم اپنے گھر والوں سے رخصت ہو رہے ہیں...... بیکسی کی حالت..... تنہائی کی کیفیت....... تین دن کے پیاسے....... مقدس جگہ پر سینکڑوں تیر کھائے..... ہزاروں دشمنوں کے مقابلہ پر جانے کا سامان فرما رہے

ہیں.....اہل بیت کی صغیر سن صاحبزادیاں، دنیا میں جن کی ناز برداری کا آخری فیصلہ ان کی شہادت کے ساتھ ہونے والا ہے، بے چین ہو کر رو رہی ہیں........بے کس سیدانیاں، یہاں جن کے عیش، جن کے آرام کا خاتمہ ان کی رخصت کے ساتھ خیر باد کہنے والا ہے، سخت بے چینی کے ساتھ اشکبار ہیں۔اور بعض وہ مقدس صورتیں جن کو بے کسی کی بولتی ہوئی تصویر کہنا ہر طریقے سے درست ہو سکتا ہے.........جن کا سہاگ خاک میں ملنے والا اور جن کا ہر آسرا ان کے مقدس دم کے ساتھ ٹوٹنے والا ہے...... روتے روتے بے حال ہو گئی ہیں........ان کے اڑے ہوئے رنگت والے چہرے پر سکوت اور خاموشی کے ساتھ مسلسل اور لگاتار آنسوؤں کی روانی صورت حال حال دکھاد کھا کر عرض کر رہی ہے:

مے روی و گریہ مے آید مرا

ساعتے بے نشیں کہ باراں بگزرد

جب تو جاتا ہے تو میری آنکھیں روتی ہیں، جب ایک گھڑی میرے پاس بیٹھے ہو تو گویا کہ بارش برس رہی ہے۔

اس وقت حضرت امام زین العابدین کے دل سے کوئی پوچھے کہ حضور کے ناتواں دل نے آج کیسے کیسے صدمے اٹھائے اور کیسی مصیبت جھیلنے کے سامان ہور ہے ہیں۔ بیماری، پردیس، بچپن کے ساتھیوں کی جدائی، ساتھ کھیلے ہوؤں کا فراق اور پیارے بھائیوں کے داغ نے دل کا کیا حال کر رکھا ہے؟اب ضدیں پوری کرنے والا اور ناز اٹھانے والے مہربان باپ کا سایہ بھی سر مبارک سے اٹھنے والا ہے اس پر طرہ یہ کہ ان مصیبتوں، ان ناقابل برداشت تکلیفوں میں کوئی بات پوچھنے والا نہیں۔

از پیش من آں رشک چمن میگردد

چوں روح روانیکہ ز تن میگردد

حال عجیبے روز ودا عش دارم

من از سر جان وارز من میگردد

میرے سامنے میرا محبوب، جس پر باغ بھی رشک کرتا ہے، جب وہ روح جسم میں رشک کرتی ہے، اس الوداع کے وقت میرا بڑا عجیب حال ہے، میں اس کے لیے جان کی بازی لگا رہا ہوں اور وہ میرے گرد گھوم رہا ہے۔

ہائے! کوئی اس وقت کوئی اتنا بھی نہ کہ رکاب تھام کر سوار کرائے یا میدان تک ساتھ جائے۔ہاں! کچھ بے کس بچوں کی دردناک آوازیں اور بے بس عورتوں کی مایوسی بھری نگاہیں، جو ہر قدم پر امام کے ساتھ ہیں، امام مظلوم کا جو قدم آگے پڑتا ہے "یتیمی بچوں "اور "بے کسی عورتوں" کے قریب ہو جاتی ہے۔ امام کے متعلقین، امام کی بہنیں جنہیں ابھی صبر کی تلقین فرمائی گئی تھی، اپنے زخمی کلیجوں پر صبر کی بھاری سل رکھے ہوئے سکوت کے عالم میں بیٹھی ہیں، مگر ان کے آنسوؤں کا غیر منقطع سلسلہ، ان کے بے کسی چھائے ہوئے چہروں کا اڑا ہوا رنگ، جگر گوشوں کی شہادت، امام کی رخصت، اپنی بے بسی، گھر بھر کی تباہی پر زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

مجھ کو جنگل میں اکیلا چھوڑ کر

قافلہ سارا روانہ ہو گیا

جگر گوشۂ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پر سوز شہادت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

کس زبان سے ہو بیاں عزوز شان اہل بیت

مدح گوئے مصطفی ہے مدح خوان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان

آئہ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

مصطفی عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں

ہے بلند اقبال تیرا دودمان اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرائیل آتے نہیں

قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

مصطفی بائع خریدار اس کا اللہ مشتری

خوب چاندی کر رہا ہے کاروانِ اہلبیت

رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق

کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے

خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہل بیت

حوریں کرتی ہیں عروسان شہادت کا سنگھار

خوبرو دولھا بنا ہے ہر جوان اہل بیت

جمعہ کا دن ہے کتابیں زیست کی طے کر کے آج

کھیلتے ہیں جان پر شہزادگان اہل بیت

اے شباب فصل گل! چل گئی کیسی ہوا

کٹ رہا لہلاتا بوستان اہلبیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے؟

دن دھاڑے لٹ رہا ہے کاروانِ اہلبیت

خشک ہو جا خاک ہو کر خاک میں مل جا فرات

خاک تجھ پر دیکھ تو سوکھی زبان اہل بیت

خاک پر عباس و عثمان علم برادر ہے

بے کسی اب کون اٹھائے گا نشان اہل بیت

تیری قدرت جانور تک آب سے سیر اب ہوں

پیاس کی شدت سے تڑپے بے زبان اہل بیت

قافلہ سالار منزل کو چلے ہیں سونپ کر

وارث بے وارثاں کو کاروانِ اہلبیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے

حشر کا ہنگامہ برپا ہے میانِ اہلبیت

وقت رخصت کہہ رہا ہے خاک میں ملتا سہاگ

لو اسلام آخری اے بیوگان اہل بیت

کس مزے کی لذتیں ہیں آب تیغ یار میں

خاک وخوں میں لوٹتے ہیں تشنگانِ اہلبیت

باغ جنت چھوڑ کر آئے ہیں محبوب خدا

اے زہے قسمت تمہاری کشتگان اہل بیت

حوریں بے پردہ نکل آئی ہے سر کھولے ہوئے

آج کیسا حشر ہے یارب میان اہل بیت

کوئی کیوں پوچھے کسی کو کیا غرض اے بے کسی

آج کیسا ہے مریض نیم جان اہل بیت

گھر لٹانا جان دینا کوئی تجھ سے سکھ جائے

جان عالم ہو فدا اے خاندان اہل بیت

سر شہیدان محبت کے ہیں نیزوں پر بلند

اور اونچی کی خدائے قدر وشان اہل بیت

دولت دیدار پائی پاک جانیں بیچ کر

کربلا میں خوب ہی چمکی دکانِ اہل بیت

زخم کھانے کو تو آب تیغ پینے کو دیا

خوب دعوت کی بلا کر دشمنانِ اہلبیت

اپنا سودا بیچ کر بازار سونا کر گئے

کونسی بستی بسائی تاجرانِ اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں

لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلبیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنادے اے حسن

یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

اے کوثر! اپنے ٹھنڈے اور خوشبودار پانی کی سبیل تیار رکھ کہ تین دن کے پیاسے تیرے کنارے جلوہ فرمائیں گے...........

اے طول! اپنے سائے کے دامن اور دراز کر، کربلا کی دھوپ کے لیٹنے والے تیرے نیچے آرام لیں گے۔............

آج میدان کربلا میں جنتوں سے حوریں سنگار کئے، ٹھنڈے پانی کے پیالے لئے حاضر ہیں...... آسمان سے ملائکہ کی لگاتار آمد نے سطح ہوا کو بالکل بھر دیا ہے اور پاک روحوں نے بہشت کے مکانوں کو سونا کر دیا..... خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے

اپنے لاڈلے حسین کی قتل گاہ تشریف لائے ہوئے ہیں ......ریش مبارک اور سر اطہر کے بال گرد سے اٹے ہوئے اور آنکھوں سے آنسوں کا تار بندھا ہوا ہے......دست مبارک میں ایک شیشہ ہے، جس میں شہیدوں کا مقدس خون جمع فرمایا گیا......اور اب دل کے چین پیارے حسین کے خون بھرنے کی باری ہے......

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مفدے

کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

اس کی نیاز مندی سے جہاں، کتنا ناز اٹھائے گا، کہ جب میری جان نکل رہی ہو گی اور تو میرے سر پر کھڑا ہو گا۔

غرض آج کربلا میں حسینی میلا لگا ہوا ہے......... حوروں سے کہو کہ اپنی خوشبودار چوٹیاں کھول کر کربلا کا میدان صاف کریں کہ تمہاری شہزادی، تمہاری آقائے نعمت فاطمہ زہرا کے لال کے شہید کرنے اور خاک پر لٹائے جانے کا وقت قریب آگیا ہے.... رضوان کو خبر دو کہ جنتوں کو بھینی بھینی خوشبوؤں سے بسا کر دلکش آرائشوں سے آراستہ کر کے دلہن بنا کر رکھے کہ بزم شہادت کا دولھا بہتے خون کا سہرا باندھے زخموں کے ہار گلے میں ڈالے عنقریب تشریف لانے والا ہے۔

(آئینۂ قیامت، صفحہ ٦٠)

☆☆☆☆☆☆

سیف فقیہ الباسل (قسط دوم)

از:- جانشین مظہر اعلی حضرت قطب الوقت حضرت مشاہد رضا خان صاحب حشمتی علیہ الرحمہ

خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور خلافت میں منکرین زکوۃ سے جہاد فرمایا، جبکہ وہ منکرین زکوۃ تمام ضروریات دین کو مانتے تھے۔ نماز، روزہ، حج کے پابند تھے۔ زکوۃ کا انکار بھی انہوں نے کیا تو مطلقاً نہ کیا، بلکہ اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن پاک میں آیا ہے: ''خذ من أموالهم صدقة''
ترجمہ: لیجیے مومنوں کے مالوں سے صدقہ یعنی زکٰوۃ۔

تو ان منکرین زکوۃ نے یہ تاویل کی کہ زکوۃ لینے کا حکم حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تھا۔ اس کے مخاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہذا وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اب زکوۃ لینے کا حق کسی کو نہیں ہے۔ اب زکوۃ منسوخ ہوگئی۔ حضرت خلیفۂ اول امیر المومنین (رضی اللہ تعالی عنہ) نے تلوار بلند فرمائی اور منکرین زکوۃ سے جہاد کی تیاری فرمائی۔ دیگر صحابہ کرام نے عرض کیا، اے امیر المومنین! اس وقت حالات نازک ہیں، عساکر مسلمین دشمنان اسلام سے بیرونی ممالک میں جہاد میں مصروف ہیں۔ اب یہ اندرون خانہ اس وقت ان منکرین زکوۃ سے جہاد کرنا مناسب نہیں۔ لہذا یہ جہاد منکرین زکوۃ سے حکمت عملی اور دینی سیاست کی بنا پر ملتوی کیا جائے۔ تو امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تمہاری مصلحت التوی چاہتی ہے، تمہاری حکمت دنیاوی عوارض کو دیکھ رہی ہے۔ مگر میں تنہا ہی تلوار لے کر ان سے جہاد کروں گا۔ جب تک میرے ہاتھ میں اونٹ کی لگام ہے اور ایک رسی بھی زکوۃ کے مد سے باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ وہ رجوع کریں۔ آپ نے ان سے جہاد فرمایا اور منکرین زکوۃ نے رجوع کیا۔ اس واقعہ کو جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں: لما توفى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واستخلف أبو بكر بعدة و كفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابي بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله فمن قال لا إله إلا الله عصم منى ماله و نفسه إلا بحقه وحسابه على الله فقال أبو بكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة فإن الزكوة حقى المال والله لو منعوني عقالا كانوا يؤذونها إلى رسول الله ملال لقاتلتهم على منعها قال عمر فوالله ما هو إلا رأيت أن الله شرح صدر أبي بكر للقتال فعرفت أنه الحق.

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے تشریف لے گئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے تو کچھ عرب مرتد ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان پر جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے خلیفۂ اول سے عرض کیا، یا امیر المومنین! آپ کیوں کر ان سے جہاد کریں گے۔ حالانکہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جہاد با کفار کا حکم دیا ہے۔ اس وقت تک کہ لوگ لا إله الا الله کہہ لیں یعنی تمام ضروریات دین پر ایمان لے آئیں۔ تو جو ایمان لے آیا اس نے اپنی جان و مال کو مجھ سے محفوظ کر لیا۔ مگر اسلام کے معاملہ میں اور حساب اس کا اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور ضرور اس شخص پر جہاد کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے کیوں کہ نماز عبادت بدنی ہے اور زکوۃ عبادت مالی ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ اس رسی کو بھی روکیں گے جو حضور صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں مد زکوۃ میں دیتے تھے تو اس کے لیے بھی میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ تعالی نے جہاد کے لیے ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے پہچان لیا ہے کہ وہی حق ہے جو آپ کی رائے ہے۔

دوسری روایت میں رزین نے حضرت سید نا فاروق اعظم (رضی اللہ تعالی عنہ) سے روایت کی ہے امیر المومنین حضرت سید نا فاروق اعظم (رضی اللہ تعالی عنہ) سے فرماتے ہیں: لما قبض رسول الله ال إرتدت العرب وقالوا لا نؤدی زكوة فقال لو منعوني عقالا تجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله ما تالف الناس وارفق بهم فقال لي أجبار في الجاهلية وخوار في الإسلام إنه قد انقطع الوحي وتم الدين وأنا حي.

یعنی جب رسول اللہ ﷺ ظاہر دنیا سے تشریف لے گئے، کچھ عرب مرتد ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ مد زکوۃ میں ایک رسی بھی باقی رہ جائے گی تو اس کے لیے بھی ان پر جہاد کروں گا۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالی عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے امیر المومنین رسول اللہ کے خلیفۂ برحق! ان لوگوں کے ساتھ نرمی و مہربانی کیجئے تو سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے مجھ کو فرمایا کیا زمانۂ جاہلیت میں تم بہت سخت بہادر تھے اور اسلام لا کر بزدل و پلپلے ہو گئے تحقیق وحی ربانی ختم ہو چکی اور دین اسلام مکمل ہو گیا۔ کیا میرے زندہ رہتے ہوئے اس میں کچھ کم کیا جا سکتا ہے۔

سنی عالم کہلانے والا، تیس کروڑ آبادی پر غرور گھمنڈ کرنے والا، مرتدین زمانہ کے ساتھ اتحاد باطل کی دعوت دینے والا یہ بتائے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۂ برحق صدیق اکبر راز دار شریعت معلم سیاست ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) نے ان سے جہاد فرمایا جو کلمہ طیبہ لا اله الا الله پڑھنے والے تھے، نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے تھے، ضروریات دین کو مانتے تھے، زکوۃ کا مطلقاً انکار نہ کرتے تھے بلکہ تاویل کے ساتھ زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ ان پر شدت و غلظت کی، حتیٰ کہ تلوار میان سے کھینچ لی اور ایسے نازک حالات میں جب مسلمانوں کے لشکر بیرونی ممالک میں کفار سے مصروف جنگ تھے۔ خارجہ پالیسی پر نظر کرتے ہوئے داخلہ پالیسی میں سیاسی مصلحت پر نرمی، مہربانی اور اتحاد نہ فرمایا۔ اور یہ ثابت کر دکھایا کہ اسلام کی حقانیت یہی ہے کہ کم وزیادہ کی مقدار پر نظر نہ کرتے ہوئے مرتدین سے اتحاد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ امیر المونین نے فرمایا کہ اگر تمام کے تمام لوگ ایک جانب ہوں اور میں تنہا، تب بھی ان منکرین زکوۃ سے قتال و جہاد کروں گا۔ خلیفہ برحق تو تنہا بھی ہو کر منکرین زکوۃ سے اتحاد نہ فرمائیں، یہ سنی عالم کہلانے والا عقل کا اندھا، دل کا گندہ مرتدین زمانہ سے اتحاد باطل کی دعوت دے۔ العیاذ باللہ تعالی۔

ایک انگریزی مؤرخ اپنی کتاب میں اس واقعہ کو لکھنے کے بعد لکھتا ہے کہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ زریں کارنامہ تاریخ اسلام کا ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی وجہ سے دین اسلام آج بھی اپنے اصلی روپ میں صحیح خد وخال میں موجود ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قوانین اسلام تغیر و تبدل سے محفوظ۔ اور کسی کو یہ جرأت بے جا نہیں کہ دین میں باطل سیاست کی آمیزش کرے۔

متقدمین اہل حق علمائے کرام وائمہ دین نے خلیفہ اول رضی اللہ تعالی عنہ کے اسی کردار واسوہ حسنہ کو اپنے اپنے دور میں مشعل راہ بنا کر عمل کیا۔ دیکھئے قدریوں، جبریوں، معتزلیوں، مرجیہ کو جب کہ ان کی تکفیر کلامی نہیں ہوئی ہے، صرف گمراہ بد دین کہا گیا ہے۔ حالانکہ یہ

سب نماز، روزہ وحج وزکوٰۃ تمام احکام دین اور ضروریات دین کے قائل تھے، ان کو اہل حق سے نکالا، ان سے ترک تعلق کیا اور ترک موالات ہی پر عمل ہوا۔ اور خلیفۂ اول کے اسی اسوۂ حسنہ پر اس دور متاخرین میں عمل کیا گیا۔ اور قادیانیوں، خاکساریوں، چکڑالویوں، وہابیوں، بہائیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں اور بے دینوں کے ساتھ ترک موالات پر عمل ہوا۔ کفار اصلی کے ساتھ تو کچھ مراعات ہماری شریعت نے دی ہے مگر ان مرتدین کے احکام اس کے برعکس جداگانہ ہیں۔ یعنی ان سے سلام کلام، ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اور کسی بھی طرح کے مراسم رکھنا قطعاً قطعاً جائز نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کسی نے آکر عرضی کی، فلاں شخص نے آپ کو سلام کیا ہے۔ فرمایا: لا تقرأ مني السلام فإني سمعت أنه أحدث۔

ترجمہ: میری طرف سے اس کو سلام نہ کہنا میں نے سنا ہے کہ اس نے کچھ بد مذہبی نکالی ہے۔

اپنے کو سنی عالم کہلانے والا دل کی آنکھیں کھولے اور اگر غیرت ایمانی کی رمق ہے تو تاریخ اسلام کے اس روشن باب کا مطالعہ کرے کہ جنگ بدر جو رمضان شریف میں ہوئی صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) مجاہدین اسلام، پیارے مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے غلام جو بے سروسامانی کے عالم میں تھے، کسی کے تن پر صحیح کپڑے تک نہ تھے کسی کے تن پر تہبند ہے تو قمیض نہیں کسی کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ میں تلوار ہے تو برہنہ بدن ہے، صرف تہبند زیب تن ہے، نہ ڈھال ہے نہ زرہ کسی کے ہاتھ میں نیزہ ہے تو اور کوئی سامان میسر نہیں، نہ جنگ کے لیے کوئی معقول آلات جنگ ہیں، نہ کوئی تیاری حتٰی کہ پیٹ بھر غذا بھی میسر نہیں۔ یہ تھا جنگ کا ظاہری حال اور اس عالم میں رسول کائنات ﷺ پر پروانہ وار نثار ہونے والے، اپنی جان و مال اور آبرو قربان کرنے والے اپنے آقا کے دیوانے اور پیارے صرف اور صرف تین سو تیرہ مجاہدین اور ادھر ہزار ہا ہزار کا جم غفیر جو ہر طرح سے آلات جنگ سے مسلح تھے۔ لیکن تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ یہ تین سو تیرہ ہی غالب ومظفر ومنصور ہوئے۔ اور فرش گیتی پر رونما ہونے والے اس عبرت ناک منظر کو دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جنہوں نے تعداد پر، اسلحہ پر، مادیات کے بھروسہ پر غرور وگھمنڈ کیا تھا، طاغوتی طاقتیں متحد ہو کر نہتے سرفروشان اسلام کے سامنے صف آرا ہوئیں۔ شکست وہزیمت ان کا مقدر بنی۔

بتائے وہ سنی عالم کہلانے والا تیس کروڑ کی آبادی کو مرتدین، بے دین کو متحد کر کے دنیا وآخرت کی کامیابی کا خواب دیکھنے والا تاریخ اسلام کے اس روشن باب کو بھول گیا۔ کیا تم بے ایمانوں، بددینوں اور مرتدین زمانہ سے اتحاد باطل کر کے کامیابی چاہتے ہو؟ کیا قرآن عظیم کا ایمان افروز مژدۂ جاں فزا یاد نہیں؟ قرآن عظیم فرما رہا ہے: ولا تهنوا ولا تحزنوا و انتم الأعلون إن كنتم مؤمنين۔

ترجمہ: اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

(سورۂ آل عمران، آیت ۱۳۹)

اور آیت کریمہ کا کھلا ہوا مظاہرہ ہوا: كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ ترجمہ: کہ بارہا کم جماعت غالب آئی زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔

(سورۃ البقرہ، آیت/۲۴۹)

(اتحاد باطل کی بیخ کنی، صفحہ ۱٤)

☆☆☆☆☆☆

بے مثال حسن وجمال

از- علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز ہے۔ چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن و جمال، خوبی و کمال کا مظہر ہے۔ آپ حُسنِ کل ہیں اور حُسنِ یوسف حُسنِ محمّدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تابش تھی اور دنیا بھر کے حسین و جمیل حُسنِ محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جھلک ہیں۔ حُسنِ بے مثال کا یہ عالم تھا کہ زبان کو عالمِ حیرت میں یہ کہنا پڑا۔

لم ارقبلہ ولا بعدہ مثلہ

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد۔

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب

میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام تمام انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے۔ مگر ہمارے نبی اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک جُز ملا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حُسنِ کل دیا گیا۔

(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں الضحیٰ اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اور والّیل کنایہ ہے حضور پُر نور کے گیسوئے عنبریں سے۔ (خزائن العرفان)

اے کہ شرح والضّحیٰ آمد جمالِ روئے تو

نکتہ واللیل وصفِ زلفِ عنبر بوئے تو

حضرت عبد اللہ بن رَواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود مبارک میں وحی الٰہی، معجزات اور دیگر دلائل نبوّت کا اثر ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک ہی آپ کی دلیلِ نبوّت کو کافی تھا۔ (زرقانی علی المواہب ص ۷۶ جلد ۴)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ جب حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آیا۔

تو جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہے آپ اُس وقت فرما رہے تھے اے لوگوں سلامتی پھیلاؤ اور صلۂ رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اللہ کی عبادت کرو اور سلامتی سے جنت میں جاؤ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صورت وسیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل تھے۔

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اور میری والدہ اور میری خالہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کر کے واپس آئے تو میری والدہ اور میری خالہ نے کہا۔

ہم نے اس شخص کی مثل خوبصورت چہرے والا، پاکیزہ لباس والا، نرم اور میٹھے کلام والا کوئی نہیں دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت اس کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے جس کسی نے بھی آپ کی توصیف کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی۔ پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ میں یوں معلوم ہوتی تھی جیسے موتی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسرور وشاداں ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسا منور ہو جاتا کہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے۔

کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسرور وخوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مثل آئینے کے ہو جاتا کہ اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا اور دیواریں آپ کے چہرہ میں نظر آ جاتیں۔

جامع بن شداد فرماتے ہیں کہ مجھ کو طارق بن عبد اللہ نے بتایا کہ ہم مدینہ منورہ کے باہر اترے ہوئے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ اس وقت ہم آپ کو جانتے نہیں تھے۔ ہمارے پاس ایک سرخ رنگ کا اونٹ تھا۔ آپ نے اس اونٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کیا تم اس کو بیچنا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں! فرمایا کیا قیمت ہے؟ ہم نے قیمت (کھجوروں کی مقدار) بتائی، آپ نے فرمایا منظور ہے، اور اونٹ کی مہار پکڑ کر چل پڑے اور ہمارے دیکھتے دیکھتے شہر میں داخل ہو گئے۔ ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ہم نے بہت برا کیا کہ ایک ناواقف آدمی جس کو ہم جانتے نہیں کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے بلا قیمت وصُول کئے اونٹ دے دیا۔ ایک عورت جو ہمارے ساتھ ہودج میں بیٹھی ہوئی تھی بولی۔

خدا کی قسم میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل تھا تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں ضامن ہوں (کیونکہ مجھے یقین ہے کہ) وہ تمہارے ساتھ دھوکا نہیں کرے گا۔ جب شام کا وقت ہوا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا تمہاری طرف آیا ہوں۔ یہ کھجوریں ہیں ان سے خوب پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو۔ تو ہم نے پیٹ بھر کھا بھی لیں اور قیمت بھی پوری کر لی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا یوں معلوم ہوتا کہ آفتاب آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

حضرت امام حسن بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ابو ہند بن ابی ہالہ سے جو فصیح وبلیغ اور عرب

کے علم وادب اور وصف بیان کرنے میں بڑے مانے ہوئے تھے۔ آپ کے نور جمال کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اس میں یہ بھی بیان کیا کہ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند جیسا روشن تھا۔

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود

نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں چرخا کات رہی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے، آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس حسین منظر نے مجھ کو چرخہ کاتنے سے روک دیا۔ بس میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں۔

اگر ابو کبیر ہذلی (عرب کا مشہور شاعر) آپ کو اس حالت میں دیکھ لیتا تو یقین کر لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں کہ جب میں اس کے روئے مبارک کو دیکھتا ہوں تو اس کے رخساروں چمک مثلِ ہلال نظر آتی ہے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح چمکیلا تھا؟ تو فرمایا۔

نہیں نہیں بلکہ حضور کا چہرہ تو آفتاب وماہتاب جیسا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا پسینے کی بوند حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر ایسی نظر آتی جیسے موتی۔

حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ ہیں۔ ان سے حضرت عمار بن یاسر کے پوتے نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا۔

اگر تو حضور کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج ہے چمکتا ہوا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ چاندنی رات تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حُلۂ حمراء اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور کے چہرۂ انور کو۔

بالآخر میرا فیصلہ یہی تھا کہ حضور چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا

بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

میں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، ہر چند تلاش کی مگر اندھیرے کے سبب سے نہ ملی۔ پس حضور ماہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو آپ کے رُخِ انور کی روشنی سے سارا کمرہ روشن ہو گیا اور سوئی چمکنے لگی تو مجھے اس کا پتہ چل گیا۔

سوزنِ گمشدہ ملتی ہے تبسّم سے تیرے

شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پورا حُسن و جمال لوگوں پر ظاہر نہیں کیا گیا بلکہ پردہ میں رکھا گیا ورنہ کسی میں طاقت نہیں تھی کہ حُسنِ محمّدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلووں کی تاب لا سکتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر زنانِ مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور بعض لوگ ان کو دیکھ کر مر جاتے تھے مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

یعنی فرمایا کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور محب کی غیرتِ محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کو سوائے اس کے اور کوئی نہ دیکھے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے حُسن و جمال کو صرف اپنے دیکھنے کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔

علامہ قرطبیّ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پورا حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر آپ کا پورا حُسن و جمال ظاہر کیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو

وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(ذکر جمیل، صفحہ ۸۵)

☆☆☆☆☆☆

پھر بیاں اہلِ صداقت کا

از- شہزادہ مظہر اعلی حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

اہلِ سنت کا سہارا ہند میں بعد رضا

ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خان قادری

ہر دور میں یزیدی فتنے اٹھتے ہیں، اور ان کی سرکوبی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ مظہر امام حسین اور ان کے نائبین پیدا فرماتا ہے اور یہ سلسلہ تاقیام قیامت جاری رہے گا۔ اس وقت ماضی کے فتنوں یا ان کا ڈٹکر مقابلہ کرنے والے مجاہدین کا تذکرہ کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ فی زمانہ سر اٹھانے والے فرعونی شریروں اور ان کا جواب دینے والے سر فروشوں کا ذکر مقصود ہے۔ ملک کی آزادی کے بعد غیر منقسم ہندوستان میں سب سے عظیم ہیبت ناک جو فتنہ اٹھا وہ غیر مقلدیت، دیوبندیت کی آندھی تھی جس کے مقابلے کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم و فضل و کمال کا آفتاب و ماہتاب حضور اعلیٰ حضرت سرکار کو بنایا۔ جن کے سنان قلم سے روبہانے دشت دیوبندیت مذبوح و زخمی ہو کر تڑپنے لگے پھر حضور اعلیٰ حضرت قدّس سرّہ کے انتقال کے بعد صلح کلیت اور شدھی تحریک کی تباہ کن آندھی چلی، اس دور میں تنہا حضور شیر بیشہ اہل سنت کی ذات مامن بن کر ابھری۔ آپ نے ایک طرف اپنی زبان حق ترجمان سے وہابیت دیوبندیت کی بیخ کنی فرمائی تو دوسری طرف صلح کلیت اور شدھی تحریک کو موت کے گھاٹ اتارا اور مسلمانان اہل سنت کے ایمان کو بچالیا۔ یہ ایک ناقابل انکار اور مسلم حقیقت ہے کہ آپ حضور اعلیٰ حضرت سرکار کے مظہر کامل و اکمل و اتم تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا اندازہ آپ کے مناظروں کی کتب کے مطالعہ سے بخوبی ہوتا ہے۔ ایک ایسا بھی وقت آیا جب غیر مسلمین آپ کی جان لینے کے درپے ہو گئے۔ اس دور میں آپ نے گیروا لباس پہن کر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر بلا دو امصار و قریات ہند کا دورہ فرمایا۔ ایسے نازک وقت و خطرناک حالات میں آپ کو اطلاع ملی کہ آگرہ کے ایک مقام پر پنڈت شر دھانند نے مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے اور سینکڑوں مسلمانوں کو شدھی ہونے کی دعوت دی ہے۔ آپ فوراً پرپیچ و دشوار گزار راستوں کو طے فرماتے ہوئے وہاں پہنچے، آپ جب اُس مقام پر رونق افروز ہوئے تو مسلمان شدھی ہونے کے لئے کثیر تعداد میں جمع ہو چکے تھے۔ ایک جگہ بہت بڑے دائرے میں آگ جل رہی تھی، جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے پنڈت شر دھانند کو چیلنج کیا کہ اے پنڈت جی آپ نے جو یہ آگ جلائی ہے، آیئے ہم اور آپ اس آگ میں کودتے ہیں، جس کا مذہب حق ہوگا وہ محفوظ رہے گا اور جو باطل پر ہوگا اُس کو آگ جلا دے گی، اتنا سُنکر پنڈت شر دھانند اپنا تمام سامان سمیٹ کر فوراً رفو چکر ہوا۔ اور مسلمانوں نے حضرت شیر بیشہ اہل سنت کے ہاتھ پر توبہ کی۔ نیز اس موقع پر تین سو غیر مسلم کفر سے توبہ کر کے مشرف با اسلام ہوئے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی ذات حق و صداقت کی نشانی ہے۔ شیر بیشہ اہل سنت کی ذات مسلک اعلیٰ حضرت کی روشن دلیل ہے۔ شیر بیشۂ اہلسنت کی ذات گمراہوں کے لئے ہدایت کا ایک روشن منارہ ہے۔

علامہ مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی لکھتے ہیں۔

حشمت دین متیں دانائے کیف وکم ہوا

جس کو مشت خاک سمجھا تھا وہ ایک عالم ہوا

دشمنوں میں بن کے چمکا ذوالفقار حیدری

اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ ان کے مشن کو لیکر آج بھی اُن کی نسلیں نیز ان کے چاہنے والے علمائے کرام آگے بڑھ رہے ہیں اور اُن کے مشرب کی تبلیغ اس دور الحاد میں بھی جاری وساری ہے۔

وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اُس کی کرن اب بھی

معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغ سنن اب بھی

مولی تبارک وتعالیٰ شیر بیشہ اہل سنت کی تحریک تصلب فی الدین کو اسی طریقے سے روز افزوں ترقی عطا کرے اور اُن کے جیسا جذبۂ صادقہ والہانہ قوم کے ہر ہر فرد کے سینے میں ثبت فرمائے۔ آمین

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر مر کے جی لیں گے

نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے

شہید ملت اسلامیہ کا غم تھا سینے میں

شہادت اُن کو راس آئی محرم کے مہینے میں

دعا گو فقیر سگ بارگاہ رضوی حشمتی

محمد معصوم الرضا خان حشمتی

خادم حشمتی دار الافتاء

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پلی بھیت شریف

☆☆☆☆☆☆

حضور شیر بیشۂ اہل سنت اپنے خطوط کے آئینے میں

از- محقق عصر علامہ مفتی محمد فاران رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

"بتقاضائے محبت ہر تقریر و تحریر میں یہی کوشش رہتی کہ کسی نہ کسی نہج سے شاتمان خدا اور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کارد ہو جائے۔ اور الحب للہ ولرسولہ والبغض للہ ولرسولہ کی مناط نور و نجاح پر گامزن حضرات عالیہ کی غبار راہ ہی بن جائیں باقی اہل دنیا کی تحسین وتائید کی کسے پرواہ ہے، تعریف و توصیف کی کسے چاہ ہے۔ اپنی فکر تو یہ ہے۔

فاش می گویم واز گفتہ خود دلشادم

بندہ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلی حضرت قدس سرہ کی ذات مبارک ان نفوس قدسیہ میں سے تھی جن کے لیل و نہار، خلوت و جلوت، تحریر و تقریر صرف اور صرف تبلیغ دین وسنیت ہی کے خاطر ہوا کرتے تھے۔

اگر تحریر و تقریر "جلوت" کے معاملات وحالات کی عکاس ہوا کرتی ہیں تو خطوط و مکتوبات "خلوت" کے اسرار ورموز کے امین ہوا کرتے ہیں۔ آخر الذکر نوعیت کی خصوصیت یہ ہے جس میں خاص اصحاب واحباب کو ہی محرم راز ہونے کا شرف حاصل ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر اجازت دوسرے کے خطوط پڑھنا روا نہیں۔

حضور شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہ کے خطوط پڑھنے کے بعد آپ پر مثل مہر نیم روز یہ بات روشن و آشکار ہو جائیگی کہ جس طرح آپ جلوت میں تبلیغ دین متین کے تئیں نہایت سنجیدہ و متحرک تھے بغیر کسی کم و کاست کے اسی طرح آپ کے افکار و نظریات "خلوت" میں بھی تبلیغ دین کے ارد گرد گھومتے نظر آتے ہیں۔

تشنگی کے باوجود دسترس میں ہوتے ہوئے بھی دراہم ودنانیر کی بہتی گنگا و جمنا کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ بلکہ اپنے نفس کو قناعت کی حدود میں مقید رکھتے ہوئے وہ مال و زر جو طائر عشق کی پرواز میں کوتاہی کا سبب بنے اس سے مثل نجاست غلیظہ سخت نفرت فرمائی۔ یہ محض افسانہ نگاری نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو آپ بھی آئندہ اوراق میں ان مبارک خطوط کو پڑھنے کے بعد نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ اس مبلغ کے درد تبلیغ کو دیکھ کر جھوم اٹھیں گے۔

بات یہ ہے کہ حضور مظہر اعلی حضرت شیر بیشۂ سنت نے ایک طویل عرصے بعد گھر کی ضروریات کے لئے محض دس روپیہ ارسال فرمائے جس کے بعد جناب مشکور حسن خاں صاحب علیہ الرحمہ (جو کہ حضرت کے رشتہ میں برادر نسبتی تھے) نے خط ارسال کیا جس میں لکھا کہ "تم دونوں نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپیہ نصیب ہوئے" اس کے جواب میں حضور شیر بیشۂ نے جو دل گداز کوائف تحریر فرمائے وہ صرف اشکبار آنکھوں ہی سے پڑھے جا سکتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"آپنے لکھا ہے کہ تم دونوں نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپے نصیب ہوئے۔ جی ہاں قلیوں کا کام بھی کرتے تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہو جاتی۔ بمبئی کا حال تو میں اپنے خط میں لکھ چکا ہوں کہ لوگوں نے اس لیے بلایا تھا کہ حکومت کافرہ برطانیہ اور مشرکین کے منشاء کے مطابق یہ فتوے دیدیا

جائے کہ مسلمان مشرکین سے اس بات پر صلح کرلیں کہ علاوہ اوقات نماز دوسرے وقتوں میں مسجد سے بالکل متصل بھجن کیرتن اور بت پرستی کا مظاہرہ کیا کریں۔ فرنگی محل کے مولوی قطب الدین نے اسی طرح کا فتویٰ دیدیا اور پانچ ہزار روپے لے کر چلتے بنے۔ میں نے بحمدہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ علیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام پانچ ہزار روپے پر پیشاب کر دیا اور شریعت مطہرہ کے مطابق دیا کہ جو شخص ایک سیکنڈ کے لئے بھی کفر و بت پرستی پر راضی ہوگا بحکم شریعت وہ خود کافر ہو جائیگا۔ لہذا مسلمان مشرکین سے صلح ہرگز نہ کریں برطانیہ گورنمنٹ اگر اپنی جابرانہ قوت کی بنا پر مشرکین کو بھجن کی اجازت دے گی تو یہ اس کا ظلم وجور ہوگا۔ پھر اگر وہ مزاحمت کرنے والے مسلمان پر گولیاں برسائے تو مسلمانوں کو کبھی جائز نہیں کہ گولیوں کا سامنا کر کے مفت میں اپنی جانیں ضائع کریں۔ اگرچہ جو لوگ حرمت مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے حکومت کافرہ برطانیہ کی گولیوں سے مارے گئے وہ سب مسلمان انشاء المولی تعالیٰ شہید ہوئے۔ یہ فتویٰ دینے کے سبب میرے بلانے والے مجھ سے ناراض ہو گئے اور دس روپے تو بڑی چیز ہیں دس پیسے بھی نہیں دئے حتیٰ کہ بمبئی سے گونڈل جانے تک کا کرایہ بھی نہ دیا مجبوراً گونڈل سے پچاس روپے منگائے اور کام چلایا۔

میں اگرچہ گناہگار ہوں سیہ کار ہوں لیکن حضور مرشد برحق امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی المولی تعالیٰ عنہ کی جوتیوں کے صدقے میں بحمدہ تعالیٰ دل میں یہ جذبہ ہے کہ ماں باپ بیوی بچے سب کی عزت و آبرو مذہب اہل سنت کی عزت و عظمت پر قربان ہو جائے۔ دین کی خدمت سے جو کوئی مجھ کو روکتا ہے اس کی طرف سے میرے دل میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

اور میری دعا ہے کہ خدا و رسول جل جلالہ وعلیہ و علی آلہ الصلاۃ والسلام میری بیوی میرے بچوں کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرمادیں کہ ہم سب اپنی جان مال عزت و آبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا اور سول جل جلالہ وعلیہ و علی الہ الصلاۃ والسلام کی عزت و عظمت پر قربان کرتے رہیں آمین۔ (ماخوذ از مکتوب مبارک)

انکساری، جذبہ تبلیغ دین حق، ان کے نام پاک پر دل جان و مال آل و اولاد قربان کر دینے اور تج دینے کی تمنائے دل اور فکر مسلمین پر مشتمل یہ سطریں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں:

اہلسنت کا سہارا ہند میں بعد رضا
ہے ہمارا ہی پیا حشمت علی خاں قادری
حامیان حق جو تھے ساقط عن الحق ہو گئے
پر نہ تو خامش ہوا حشمت علی خاں قادری

انکساری اس درجہ کی کہ عتابی تحریر رقم کرنے والا خود شرمندگی میں ڈوب جائے اور آپ ہی معافی کا طلب ہو جائے۔ جذبہ تبلیغ دین حق یہ کہ ادھر گھر والے مقروض ہیں ادھر پانچ ہزار روپئے پر پیشاب کیا جا رہا ہے۔ نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کسی سیٹھ صاحب کی ناراضگی کا ہراس۔ سچ ہی تو کہا تھا سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی کچھوچھوی قدس سرہ نے کہ:

"جس کے ایمان کو بھری تجوریوں سے بھی خریدا نہ جاسکا، جو اعلان حق میں ہر لومتہ لائم سے ہمیشہ بے نیاز رہا، جو صرف اللہ سے ڈرا اور کسی باطل قلم کی نوک یا باطل تلوار کی دھار نے دبانے میں کبھی

کامیابی حاصل نہ کی، اس کے بارے میں میری تاثرات وہی ہیں جو ہر سنی صحیح العقیدہ کے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو ان سے واقف ہو کر ان کے عقیدے کے موافق ہے وہی صحیح معنوں میں سنی ہے، صحیح الایمان ہے۔ اور ان سے واقف ہو کر ان کا بد گو ہو وہ یقیناً بد مذہب، بے دین ہے۔"

(مظہر اعلیٰ حضرت علامہ و مشائخ کی نظر میں ص ۳۹)

واہ رے سنت صدیقی (رضی اللہ عنہ) کو زندہ کرنے والے مجاہد تیرے جہاد فی سبیل اللہ کو سلام۔ سبحان اللہ تمنائے دل کہ ماں باپ، بیوی بچے سب کی عزت و آبرو مذہب اہل سنت کی عزت و عظمت پر قربان ہو جائے۔ اور وہ دعا فرمائی جس کی قبولیت آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ فرماتے ہیں: "میری دعا یہ ہے کہ خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم میری بیوی میرے بچے کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرما دیں کہ ہم سب اپنی جان و مال عزت و آبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کی عزت و عظمت پر قربان کرتے رہیں۔"

آپ کی اسی جلالت شان اور سطوت و عظمت کی بنیاد پر خلیفہ اعلی حضرت ملک العلماء حضرت مولانا مفتی محمد ظفر الدین صاحب قبلہ بہاری قدس سرہُ القوی حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت قدس سرہُ العزیز کے لئے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے ان قیمتی اور مبارک القابات سے مشرف فرماتے ہیں:

"ناصر سنیت، کاسر بدعت، نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلی حضرت"

(پشت خار در افتخار ص ۱۴)

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر مر کے جی لیں گے
نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے

پھر اس سب کے باوجود مسلمانوں کی وہ فکر کہ خط کے مختصر مضمون میں بھی بمبئی کے مسلمانوں کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سچ ہے کہ وہ ذات متحرک نہیں بلکہ وہ تحریک تھی جس کے دستور اساسی میں صرف اور صرف مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود ہی رقم تھی۔ اسی تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہزادہ اعلی حضرت حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کہ وہی بیشۂ اہلسنت کے شیر ہیں اور میدان حق گوئی کے مرد دلیر ہیں۔ انھوں نے در حقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سو ڈیڑھ سو مولوی بھی مل کر وہ کام نہیں کر سکتے جو اللہ اور اس کے رسول کے فضل و کرم سے اکیلے مولانا حشمت علی (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے کیا۔

(بحوالہ ترجمان اہلسنت و نوری کرن بریلی شریف ستمبر ۱۹۶۰)

یوں تو میدان مناظرہ میں رونما ہونے والے حاضر جوابی کے واقعات کا نہ صرف یہ کہ ایک زمانہ مداح ہے بلکہ ان میں بہت سے واقعات آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان تمام واقعات کا اگر احاطہ کیا جائے تو مستقل ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر یہاں سر دست صرف ان واقعات کو بیان کرنا مقصود جو حرمین طیبین کے موقع پر رونما ہوئے۔ اور خود حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے خطوط میں تحریر فرمائے۔ یہ تمام مباحث کوئی مستقل نہ تھے۔ بلکہ مقامات مقدسہ پر شرک و بدعت کی صدائیں بلند کرنے کے واسطے متعین نجدی عسکری یا دیگر سر پھروں کو درست کرنے کی خاطر بر وقت عربی زبان ہی میں جو جوابات عنایت فرمائے وہ قابل دید ہیں۔

حضور شیر بیشۂ اہل سنت اپنے جذبہ حق پسندی، حمایت مذہب اہل سنت اور اپنی شیرانہ صفت کے پیش نظر کسی بھی مردود نجدی کے خبیث اعتراض پر ساکت نہ رہ پاتے۔ اور برجستہ وہ محققانہ اور دنداں شکن جوابات ان نجدیوں، گستاخوں پر نازل فرماتے کہ ان خبثاء کی زبان گنگ ہو کر رہ جاتی۔ نتیجہ مبہوت ہو کر سب و شتم یا لڑائی پر آمادہ ہو جاتے۔ جس کا مشاہدہ ان خطوط کے مطالعے کے بعد آپ کو بخوبی ہو گا جو حضور شیر بیشۂ سنت نے مکۃ المکرمہ سے تحریر فرمائے۔ ملاحظہ ہو:

پرسوں حنفی مصلی کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ معظمہ کا دیدار کر رہا تھا مولانا سید قادری محی الدین صاحب زید مجد ہم بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ اشراق کا وقت تھا کہ وہی جمعراتی بھوپالی وہبڑا جس کو برادرم محمد صدیق صاحب قادری سلمہ الباری خوب اچھی طرح جانتے ہیں ایک مصری سنی مسلمان سے جھگڑنے لگا۔ سنی مسلمان مصری کہہ رہا تھا کہ ہم تو دراصل صرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کے دربار اقدس کی حاضری کے لئے آئے ہیں کعبہ معظمہ اور اس کا حج تو حضور کے طفیل میں ہے۔ جمعراتی بھوپالی وہابی اس بے چارے مصری سے جھگڑا کرنے لگا کہ حدیث میں ہیں۔

لاتشدالر حال الا الی ثلثه مساجد کجاوے نہ کسے جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصی۔ لہٰذا صرف مسجد نبوی کی حاضری اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ شریف جانا چاہئے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی حاضری کے ضمن میں روضہ مبارک کی زیارت ہو جائے گی۔ ورنہ قبر شریف کی زیارت سے سفر کرنا حدیث شریف کی رو سے جائز نہیں۔

وہ مصری سنی ناخواندہ کیا جواب دیتا۔اس سگ بارگاہ رضوی سے رہا نہ گیا فوراً بول پڑا کہ اس حدیث شریف میں مستثنی مفرغ کا مستثنی منہ اگر مکان یا شئے رکھا جائے گا کہ لا تشدالر حال الی مکان اوالی شے الا الی ثلثة مساجد تو تجارت کے لئے بلکہ جہادلا علاء کلمۃ اللہ کے لئے بلکہ طالب علم دین کے لئے بلکہ بالغرض حفاظت دین دارالحرب سے دارالاسلام کو ہجرت کے لئے سفر کرنا بھی حرام۔ بلکہ نجدیوں دیوبندیوں کے دھرم میں شرک ہو جائے گا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہر گز عام نہیں بلکہ مستثنی کی جنس ہی سے مسجد ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے:

لا تشد الرحال الی مسجد الا الی ثلثة مساجد

یعنی کسی مسجد کی خاص زیارت یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے دور دور سے سفر نہ کرو۔ سوا ان مسجدوں کے کہ مسجد ہونے کی حیثیت سے ہر مسجد برابر ہے۔ کسی مسجد میں کوئی خاص خصوصیت ثواب کے کم یا زیادہ ہونے کی حیثیت سے نہیں سوا ان تین مسجدوں کے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا لاکھ گنا، مسجد نبوی میں پچاس ہزار گنا اور مسجد اقصی میں پچیس ہزار گنا ثواب ہے۔ باقی تمام دنیا کی سب مسجدیں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔

جب حدیث شریف کے صرف یہی معنی ہیں اور یقیناً صرف یہی معنی ہیں تو محبوبان خدا علی سید ہم و علیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی قبور مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس حدیث شریف سے کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔

تو اس کو مسجد الہی نہیں کہا بلکہ مسجد نبوی کہا یعنی نبی والی مسجد تو جس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کی طرف نسبت کی

وجہ سے مسجد نبوی شریف کے لئے سفر کرنا جائز و ثواب ہو گیا تو خود اس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا کتنی بڑی عبادت الہیہ ہو گی؟

پھر میں نے بآواز بلند کہا:

سنتے ہو جی! یہ کعبہ معظمہ جس پر نظر کرنا سنی مسلمان کے لئے عبادت الہیہ ہے۔ ہاں! ہاں! یہ کعبہ مقدسہ جس کا حج عمر میں ایک بار عاقل بالغ سنی مسلمان مستطیع پر فرض اعظم ہے۔ اس کی حقیقت ایمان والوں کے نزدیک کیا ہے؟ میرے آقائے نعمت حضور اعلی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی ابویہ ابراھیم الخلیل و اسمعیل الجلیل و علی آلہ و الھما و سلم

ایک نجدی وہابی سے گفتگو میں میں نے یہ بھی کہا کہ محبوبان خدا علی سید ہم و علیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی یادگاریں شرک سمجھ کر اسلام میں سے اگر یکسر نکال دی جائیں۔ تو اسلام اسلام نہ رہے۔ صفا و مروہ، مقام ابراہیم، میلین اخضرین، حجر اسود، کعبہ معظمہ سب محبوبان الہی کی یادگاریں ہی تو ہیں حتیٰ کہ خود قرآن عظیم بھی اپنے منزل علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔

مصلی مالکی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہم چند بندگان رضوی جنتہ المعلیٰ شریف کا تذکرہ کررہے تھے کہ ہر قوم اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی حفاظت کرتی ہے لیکن نجدی ایسی جاہل اور وحشی قوم ہے کہ جن آقا و مولی صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ وسلم کا امتی ہونے کا ادعا کرتی ہے انہیں کی تاریخی مذہبی مقدس یادگاریں ایک ایک کرکے مٹا دیں۔ واحد قہار جل جلالہ ان کو بھی جلد مٹا کر اپنے کسی پیارے سنی مسلمان بندے کو خادم الحرمین الشریفین بنا دے پھر اس کو دین اسلام و مذہب اہلسنت واحکام شریعت کے مطابق حجاز مقدس کی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

جاری۔۔۔۔۔

(مکتوبات مظہر اعلی حضرت، جلد اول)

☆☆☆☆☆☆

تحبیب الافعال فی تطبیق الاقوال (مع اضافہ)

از- نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت محقق عصر علامہ فاران رضا خان صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

محرم الحرام میں ذکر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور تعزیہ داری وغیرہ کے تعلق سے عوام اہلسنت کے مابین شش وپنج کی حالت ہوگئی ہے اس کی وجہ میری نظر میں یہ ہے کہ یہ مسئلہ افراط و تفریط کا شکار ہوگیا کیوں کہ بعض افراد نے اس کی ممانعت میں شدت اور غلو کر ڈالا جسکی وجہ غالباً سرسری مطالعہ اور تحقیق و تطبیق سے عدم توجہی رہی تو بعض نے اس میں ایسے عوارض قبیحہ شامل کر ڈالے جو فی نفسہ ناجائز ہیں، ممانعت کرنے والے افراد اپنے موقف کی تائید میں برجستہ امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ تعزیہ داری لاتے ہیں پھر بالکلیہ عدم جواز کا حکم صادر فرمادیتے ہیں اس سے بے اعتنائی کرتے ہوئے کہ فقیہ جب کسی مسئلہ میں کلام کرے خاص کر وہ مسئلہ جو فی نفسہ جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہو لیکن عوارض قبیحہ کے شمول اور تشبہ کی وجہ سے ممانعت آئی ہو تو اس پر بالکلیہ عدم جواز کا حکم صادر نہیں ہو سکتا بلکہ جب بھی عوارض قبیحہ اور تشبیہ زائل ہوں گے مسئلہ اپنی حلت کی جانب عود کرے گا اس کی توضیح امام اہلسنت فقیہ اسلام اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ تعزیہ داری میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے حالانکہ عوارض قبیحہ سے نفس شئ مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو قبیح نہ کہیں گے معاذ اللہ بلکہ ان عوارض وزوائد کو، (رسالہ تعزیہ داری)

یہیں سے ایک اہم فرق بھی ذہن نشین کرنے کا ہے کہ اسی کی وجہ سے اکثر حضرات غلط فہمی کے شکار ہوتے ہیں کہ ایک تعزیہ ہے اور ایک مروجہ تعزیہ داری، تعزیہ بلاشبہ جائز اور اس سے بیشمار فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ شاہد ہیں جیسا کہ خود اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''تعزیہ یعنی روضۂ پرنور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیٰ جدہ الکریم کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک رکھنا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقتاً فطبقتاً ائمہ معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بنانا اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں جس طرح حرمین شریفین کعبۂ معظمہ روضۂ عالیہ کے نقشے (رسالہ تعزیہ داری)

ہاں مروجہ تعزیہ داری (یعنی تعزیہ منانے کا جو رواج ہو چلا ہے) ناجائز ہے کہ اس میں ڈھول ماتم امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ پاک کا اصل نقشہ نہ ہونا وغیرہ وغیرہ عوارض قبیحہ کی وجہ سے ممانعت آئی نہ کہ فی نفسہ تعزیہ ناجائز ہو جائے گا۔

تقریب فہم کیلئے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہم اہلسنت کے نزدیک بالاتفاق جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہے اب اگر کوئی معاذالمولیٰ تعالیٰ اس میں ڈھول وماتم وغیرہ امور مخالفہ شرع داخل کردے تو اب اس میں ممانعت آجائے گی تو یہ ممانعت ان عوارض قبیحہ کی وجہ سے آئی نہ کہ معاذاللہ جشن عید میلاد النبی ﷺ ناجائز ہو جائے گا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں بھی ناجائز و حرام لکھا ہے تو انہیں عوارض کی بناپر تعزیہ داری کو نہ کہ مطلق تعزیہ کو بلکہ مطلق تعزیہ کو تو آپ نے جائز ہی لکھا ہے۔

کسی قوم کا اگر کچھ شعار بن جائے پھر ان سے تشبہ کی وجہ سے اس میں ممانعت آجائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہمیشہ کیلئے منع ہو گیا بلکہ جب بھی وہ تشبہ جو اس کی ممانعت کی علت ہے زائل ہو گا حکم اسی اصل حلت کی جانب عود کریگا جیسے جینس، پینٹ، شرٹ، جو ایک دور میں یہود کا شعار تھا لہٰذا ان سے تشبہ کی وجہ سے اس میں ممانعت تھی لیکن آج جبکہ مسلمان واہل ہنود وپنجابی یہودی غرض کہ ساری قومیں سب پہن رہی ہیں تو اب نہ تو یہود کا وہ خاص شعار رہ گیا اور نہ تشبہ فلھٰذا ہمارے علماء نے اس میں رخصت دی کہ علت ممانعت زائل ہو گئی تو اصل الشئی حل کہ شئی کی اصل حلال ہونا ہے۔

دیکھو! امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہ اپنے رسالہ مبارکہ "وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید،، میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اتنا اور سن لیجئے کہ کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائق احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے، اور جب ان میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا ہی جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہو گا۔ مصافحہ بعد نماز اگر سنت روافض تھا تو اب ان میں رواج نہیں، نہ وہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں نہ بعد نماز مصافحہ کرتے ہیں، بلکہ شاید اول لقاء پر بھی مصافحہ ان کے یہاں نہ ہو کہ ان اعدائے سنن کو سنن سے کچھ کام ہی نہ رہا۔ تو ایسی حالت میں وہ علّت سرے سے مرتفع ہے۔

درمختار میں ہے: يجعله لبطن كفّه فی يده اليسرىٰ ،وقيل اليمنىٰ الاانه من شعارالروافض فيجب التحرزعنه ،قهستانی وغيره ،قلت و لعلّه كان وبان فتبصّر۔

(مرد) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہو گا پھر ختم ہو گیا، تو اس پر غور کرلو۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے: ای كان ذلک من شعارهم فی الزمن السابق ثم انفصل و انقطع فی هذه الازمان فلاينهىٰ عنه كيفما كان۔

یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہو گیا تو اب اس سے ممانعت نہ ہو گی، جیسے بھی ہو۔

اب تو بحمد اللہ سب شکوک کا ازالہ ہو گیا، فاحفظ و احمد و کن من الشاكرين والحمدلله ربّ العٰلمين (تو اسے یاد رکھو اور حمد کرو اور شکر گزار بنو اور ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے .(فتاویٰ رضویہ شریف ج۸ ص۴۳۶)

اسی طرح تعزیہ جو ایک دور میں اہل تشیع کا شعار تھا اب نہ رہا کہ اب اہلسنت و جماعت کے افراد بھی مناتے ہیں اگرچہ عوارض قبیحہ بھی اس میں داخل کر دیتے ہیں کہ اب اس دور میں اگر آپ لوگوں کو تعزیہ رکھے ہوئے دیکھو گے بغیر شک و تردد کے شیعہ کا حکم نہیں لگا سکتے

بلکہ اس دور میں اکثریت اہلسنت وجماعت ہی کی ہو چلی ہے لہذا تشبہ اہل تشیع توفی زماننا مفقود تو اب علت ممانعت نہ رہی مگر عوارض قبیحہ۔

تعزیہ اور تعزیہ داری کے مابین فرق نفیس اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضۂ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضۂ منورہ کعبہ معظمہ کے نقشے اس وقت اس قدر میں حرج نہ تھا اب بوجہ شیعی وشبیہ اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جو باجے ،تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعزیہ سے مرادیں مانگنا اس کی منتیں مانگنا اسے جھک جھک کر سلام کرنا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اس میں ہو گئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۴۹۱ ب)

اہل علم پر مخفی نہیں کہ جب فقیہ حرام کے مقابل ''اجازت نہیں، بولے تو اس میں ممانعت کس قدر ہوتی ہے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

فقہا اگر یہ حکم کریں کہ فلاں امر کا ترک بہتر ہے تو اس سے ہر گز یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ چیز ناجائز ہے بلکہ مکروہ ہونا بھی لازم نہیں آتا (فتاویٰ رضویہ شریف ج۸)

اب اس کی ممانعت نہ رہی مگر جیسا کہ خود فرما رہے ہیں کہ '' بوجہ شیعی وشبیہ'' اور ہم ماقبل میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اب یہ اہل تشیع کا شعار نہ رہا لہذا حکم پھر اپنی حلت کی جانب راغب ہو گا جیسا کہ سلطان تیمور کے زمانے میں تھا۔

یہیں سے ایک اور بات ذہن نشین کرنے کی ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ باجے ،تاشے، برق پری کی تصویریں تعزیہ سے مرادیں مانگنا اس کی منتیں مانگنا اسے جھک جھک کر سلام کرنا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اسی کا نام تعزیہ داری ہے۔

لہذا آپ نے جہاں بھی تعزیہ داری کو ناجائز وحرام فرمایا ہے تو وہی ہے جن میں یہ سب خرافات کثیرہ داخل ہوں نہ کہ معاذ اللہ اصل روضۂ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشہ کو حرام لکھا ہے یہیں سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ رسالہ تعزیہ داری مروجہ تعزیہ داری کے رد میں ہے نہ کہ مطلق تعزیہ داری کے رد میں بلکہ اس کو تو آپ نے اسی رسالے میں جائز ہی بتایا کما مر فافهم ولا تكن من الغفلين،

نیز والد ماجد اعلیٰحضرت خاتم المحققین رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہ القوی کتاب مستطاب ''اصول الرّشاد لقمع مبانی الفساد '' میں فرماتے ہیں:

''فعل حسن مقارنت ومجاورت فعل قبیح سے اگر حُسن اس کا اس کے عدم سے مشروط نہیں مذموم ومتروک نہیں ہو جاتا،

حدیث ولیمہ میں (جس میں بعام ولیمہ کو شرّ الطعام فرمایا) قبول ضیافت کی تاکید، اور انکار پر اعتراض شدید ہے۔

''ردّ المحتار،، میں درباب زیارت قبور لکھا ہے:''قال ابن حجر فی ''فتاواه ،، :''ولاتترک لما یحصل عنده من المنکرات والمفاسد ، لان القربة لا تترک لمثل ذلک ،بل علی الانسان فعلها وانکار البدع بل وازالتها ان امکن ، ،قلت:ویو ئیده مامرّمن عدم ترک اتّباع الجنازة ،وان کان معها نساءنائحات، ،انتهی ملخّصاً اور نیز جب عمل سنت پر بدون

ارتکاب بدعت ممکن نہ رہے تو سنت کو ترک کریں ،عبارت "فتح القدیر" کا: ماتردّد بین السنّة والبدعة فترکہ لازم،، محمل وہ چیز ہے جو فی نفسہ مثل سور حمار مشتبہ ہو، نہ یہ کہ جس امر کے سنت وبدعت ہونے میں اختلاف ہواس کا ترک واجب ہے۔

خود صاحب ''فتح القدیر'' نے محل اختلاف میں بارہا حکم استحباب کا دیا،اور ابوالمکارم نے ''شرح مختصر وقایہ'' میں ایسے مادّے میں بحوالہ امام قاضی خاں فعل کو ترک سے اولیٰ کہا،اور صلاۃ ضحی (کہ سنت وبدعت ہونے میں اختلاف ہے) بایں ہمہ کسی نے ترک اس کا واجب نہ ٹھہرایا،بلکہ خود قائلین بدعت نے استحباب کی تصریح فرمائی ،اور نیز قاضی خاں نے ختم قرآن جماعت تراویح میں اور دعا عند الختم کی بوجہ استحسان متاخرین اجازت دی ،اور ممانعت کی ممانعت کی، الی غیر ذلک من الامثلة الکثیرة المشھورة۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ مستحسن کو مستحسن جانے اور قبیح کی ممانعت کرے ،اگر قادر نہ ہو ،اسے مکروہ سمجھے ہاں اگر عوام کسی مستحسن کے ساتھ ارتکاب امر ناجائز کا لازم ٹھہرالیں اور بدون اس کے اصل مستحسن کو عمل ہی میں نہ لائیں، تو بنظر مصلحت حکام شرع کو اصل کی ممانعت ومزاحمت پہنچتی ہے۔اسی نظر سے بعض علمانے ایسے افعال کی ممانعت کی ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں خلق کی امور خیر کی طرف رغبت اور دین کی طرف توجہ نہیں، اور مسائل کی تحقیق سے نفرت کلّی رکھتے ہیں، نہ کسی سے دریافت کریں، نہ کسی کے کہنے پر عمل کرتے ہیں، ولہذا اکثر افعال خرابیوں کے ساتھ واقع ہوتے ہیں اس کے ساتھ ان کو چھوڑ دینے سے باک نہیں رکھتے، اب اصل کی ممانعت ہی خلاف مصلحت ہے، ولہذا علمائے دین نے ایسے امور کی ممانعت سے بھی (کہ فی نفسہ خیر اور بسبب بعض عوارض خارجیہ کے مکروہ ہوگئے) منع فرمایا، کمامرّ من الدرّالمختار ، ،امّا العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلاً ؛لقلّة رغبتھم فی الخیرات۔ اور اسی نظر سے ''بحر الرائق'' میں لکھا :''کسالی القوم اذا صلّوا الفجر وقت الطلوع لا ینکر علیھم ؛لانھم لو منعوا یترکونھا اصلاً ،ولو صلّوا یجوز عند اصحاب الحدیث ،واداءالجائز عند البعض اولی من الترک اصلاً ، ،

دیکھو !ان اطبائے قلوب نے خلق کے مرض باطنی کو کس طرح تشخیص اور مناسب مرض کے کیسا عمدہ علاج کیا، جزاھم اللہ احسن الجزاء، برخلاف اس کے نئے مذہب کے علما مسائل میں ہر طرح کی شدّت کرتے ہیں، اور مستحسنات ایمہ دین، مستحبات شرع متین کو شرک وبدعت ٹھہراتے ہیں، تمام ہمت ان حضرات کی نیک کاموں کے مٹانے میں (جو فی الجملہ رونق اسلام کے باعث ہیں) مصروف ہے اس قدر نہیں سمجھتے کہ لوگ انہیں چھوڑ کر کیا کام کریں گے ؟! اور جو روپیہ کہ ان کاموں اور انبیا واولیاء کے اعتقاد میں صرف کرتے ہیں وہ کس کام میں صرف ہوگا ؟! ہم نے تو ان حضرات کے احتساب ونصیحت کا اثر یہی دیکھا ہے کہ مسلمانوں میں ایک نیا اختلاف اور روز مرہ کا جھگڑا فساد پیدا ہو گیا، ایک مذہب کے دو ہوگئے، کوئی کسی کو مشرک وبدعتی، اور وہ اس کو وہابی گمراہ جہنمی کہتا ہے، کسی نے مجلس میلاد چھوڑ کر مسجد نہیں بنوائی، یا گیارہویں اور فاتحہ کے عوض دو چار طلبہ علم کو ایک وقت روٹی نہ کھلائی، کسی نے وہ روپیہ ناچ رنگ میں صرف کیا، اور جو عیاش نہ تھا اس نے سوائے ڈیوڑھے پر لوگوں کو قرض دیا، سیکڑوں میں دو چار ایسے بھی سہی کہ اُنہوں نے سال میں ایک دو بار وہابی مولویوں کو دعوت بھی کھلادی، اپنے واسطے دین کو مٹانا، اور خلق خدا کو بہکانا، کس مذہب وملت میں روا ہے ؟! اگر خست طبع اور دنائت صرف کو گوارا نہیں کرتے ،اور ''لا تصرف'' کے سوا تم نے کچھ نہیں پڑھا ہے تو یہ افعال فرض وواجب نہیں! اور نہ تم سے کوئی مواخذہ کرتا ہے! مگر دوسرے کو مانع ہونے،

اور اس غرض کے لئے نئے اصول اختراع کرنے ،اور نیا مذہب بنانے سے کیافائدہ؟

معاذ اللہ دنائت اور خست اس حد کو پہنچی کہ جس کام میں روپیہ کا خرچ پاتے ہیں اس کے مٹانے میں کس درجہ اصرار فرماتے ہیں! صَرف کرنا تو ایک طرف، دوسروں کو خرچ کرتے دیکھ کر گھبراتے ہیں! یہی وجہ ہے کہ دَنِیُّ الطبع ، قاسی القلب اس مذہب کو بہت جلد قبول کرلیتے ہیں، صَرف کو تو اپنا نفس نہیں چاہتا، لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کا یہ حیلہ خوب ہاتھ آتا ہے کہ "ہم کیا کریں، "ہمارے علماء ان امور کو بدعت بتاتے ہیں"، ان صاحبوں نے بخل نفس کا نام اتباع سنت رکھا ہے ،اور تعظیم و تکریم انبیا و اولیا سے انکار کو توحید ٹھہرایا ہے۔ (اصول الرّشاد لقمع مبانی الفساد صفحہ ۱۴۶)

تعزیہ داری کے رد میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فتاویٰ کو پڑھنے کے بعد اس بات کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصود روافض کا رد بھی تھا جیساکہ فتاویٰ مذکور میں آگے ارشاد فرماتے ہیں:

"دبیر انیس وغیرہ اکثر روافض کے مرثئے تبرا پر مشتمل ہوتے ہیں اگرچہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذاللہ ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثئے کس نے حلال کئے۔"

حدیث شریف میں ہے: نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی "رسول ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا" (فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۹۴ب)

لیکن جب آپ سے اہلسنت وجماعت کی مجلس میں مرثیہ خوانی اور اس میں شرکت کی بابت دریافت کیا گیا تو اس کو نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ حسن و محمود فرماتے ہیں ملاحظہ ہو:

مسئلہ : یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینا کوبی و بین نہیں ہوتا ہے اور میر مجلس سنن المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے

جواب : جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین واہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے خصائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفۂ شرع سے یکسر پاک ہو حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت حدیث ہے "نھی رسول ﷺ عن المراثی" واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۱۸۴)

تشبہ کے متعلق اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طویل فتوے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تحقیق حق یہ کہ تشبہ دووجہ پر ہے (۱) التزامی، (۲) ولزومی۔ التزامی یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقتاً تشبہ اسی کا نام ہے فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کمالایخفٰی ،اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہو گئی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۹۰)

ہر شخص جانتا ہے کہ تعزیہ رکھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہر گز نہیں ہوتا کہ وہ روافض سے مشابہت کریں بلکہ اعلیٰحضرت فاضل

بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی فتوے میں آگے ارشاد فرماتے ہیں "نہ زنہار قلب پر حکم روانہ بدگمانی جائز" "قال اللہ تعالیٰ ولاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفوادکل اولٰئک کان عنہ مسؤلا" پس ثابت ہوگیا کہ تعزیہ میں حدیہ ہے کہ تشبہ لزومی قرار دیا جائے جس کے بارے میں آپ اسی فتوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے۔

پھر دو سطر بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ "مگر اس کے تحقق کو اس زمان و مکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل، سبحان اللہ کتنے واضح طور پر ارشاد فرما رہے ہیں کہ لزومی کے تحقق کیلئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اس زمان و مکان میں ان کا ایسا خاص شعار ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں۔

(۲) ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو۔

اب تعزیہ کی جانب چلئے تو فی زمانا یہ دونوں شرطیں مفقود ہیں کہ اب نہ تو تعزیہ روافض کا خاص شعار بچا ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں کہ اب اہلسنت بکثرت اسے رکھتے ہیں، یہیں سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ وہ صرف روافض کے ساتھ خاص نہیں بلکہ غیر میں مشترک بھی ہو گیا ہے۔

ان ہی تمام وجوہات کی بناء پر اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اجمل شاہ صاحب قادری رضوی اشرفی نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے فتاویٰ مبارکہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

تعزیہ کی نقل چونکہ غیر جاندار کی تصویر ہے لہذا اس کا بنیت تبرک رکھنا شرعاً جائز ہے اور ایک جگہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ زیارت کے جواز میں بھی کوئی کلام نہیں ہو سکتا بلکہ یہاں تک فرما رہے ہیں کہ اگر وہ بوسیدہ ہو جائے یا اس کے باقی رہنے میں کسی بے ادبی اور ترک تعظیم کا خوف ہو تو اس کے دفن کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ اسی طرح جب ان واقعات کو سن کر دل بھر آئے اور آنکھوں سے بلا قصد اشک رواں ہوں اور رقت طاری ہو تو یہ رونا نہ فقط جائز بلکہ رحمت و ایمان کی علامت ہے اور اہل بیت کرام کے ساتھ ایسی دلیل محبت ہے جو روز قیامت باعث نجات و مغفرت ہے اور یہ واقعہ ہے جو ان شہداء کے ذکر شہادت کو ناجائز کہے اور شربت و نیاز کو حرام لکھے اور ان کے مصائب کے واقعات کو سن کر بھی اس پر کوئی اثر مرتب نہ ہو تو اس نے یزید کا قلب اور شمر کا جگر پایا ہے معاذ اللہ اور یہ سب چیزیں دیوبندی جماعت کی علامت ہے۔ (فتاویٰ اجملیہ)

نیز امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"پھر کیا کہنا ہے ان کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط"، حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اوسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسل نبوت کی اصل ہے۔ یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لیکر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محب کیلئے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔

کماقالوا فی قول القائل:

تاللہ یاظبیات القاع قلن لنا: الیلای منکن ام لیلیٰ من البشر

کون سا سنی ہو گا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اوس کا دل محزون اور آنکھ پرُنم نہیں ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم

فرمایاہے جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہواوسے جھوٹااظہار غم ریاہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہواوسے بیغم نہ رہنا چاہئیے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئیے کہ اوس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اوس کا ایمان ناقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۸۳۱)

فقیر سگ بارگاہ مشاہد

محمد فاران رضاخاں حشمتی

غفرلہ القوی

آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

نائب پرنسپل الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

☆☆☆☆☆☆

جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص!

۔۔۔۔۔۔کون سا سنّی ہوگا جسے واقعۂ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اُس کی یاد سے اُس کا دل محزون اور آنکھ پُر نم نہیں، ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے، اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اُسے جھوٹا اظہارِ غم ریاء ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلافِ رضا ہے جسے اُس کا غم نہ ہو اُسے بے غم نہ رہنا چاہئے بلکہ اُس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف مترجم، جلد ۲۴)

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ